ایک نکاح ایسا بھی

عبد مصطفیٰ محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

ایک نکاح ایسا بھی

عبد مصطفی محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

نام: ایک نکاح ایسا بھی

از قلم: محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی المعروف بہ عبد مصطفی

زبان: اردو

موضوع: اصلاح معاشرہ

کمپوزنگ: عبد مصطفی آفیشل

ناشر: صابیا ورچوئل پبلی کیشن

سنہ اشاعت: فروری 2021 (رجب المرجب 1443ھ)

صفحات: 102

Sabiya Virtual Publication

Powered by **Abde Mustafa Official**

Contents

تاثر: مفتی محمد محبوب عالم مصباحی حفظہ اللہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی علی رسولہ الکریم

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی (بخار ومسلم)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اعمال کے ثواب کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اسکی نیت کے مطابق ہی اجر ملتا ہے. زیر نظر رسالہ "**ایک نکاح ایسابھی**" ایک متدین. متشرع. عامل بالسنہ شخص کی نیت محمودہ پر غمازی کرتا ہے جناب محمد صابر اسماعیلی نے اپنے نکاح کے جو احوال و کوالف لکھے ہیں وہ اس دور پر فتن مغربیت زدہ ماحول میں نوجوانان اسلام اور گم گشتگان راہ سنت کے لیئے ایک مثال اور تریاق حیات ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان لکل عمل شرۃ و لکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی و من کانت الی غیر ذالک فقد ھلک (مسند امام احمد بن حنبل) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر عمل کے لیئے ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کا ایک فتور ہوتا ہے تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے اور جو سنت چھوڑ کر دوسری طرف جائے ہلاک ہو. بیشک صاحب رسالہ عملی طور پر اس حدیث کے مصداق ہیں کہ جوش میں بھی ہوش میں ہی رہ کر سنت پر عمل کیا اور اور بحر ہدایت

میں غوطہ زن رہے فالحمد للہ علی ذالک. مسلم معاشرہ آج عموما شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں اس قدر جوش میں رہتا ہے کہ نت نئے بدعات و خرافات اور بیجا رسم و رواج کے غلغلہ میں سنت کو مٹا ڈالتا ہے اور سنت کی ادائیگی میں ہر چہار جانب فساد ہی فساد کا دور دورہ دیکھائی دیتا ہے.

قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید (ترغیب وترہیب) رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے. ثم الحمد للہ عزیزم محمد صابر اسماعیلی سلمہ المنان وحفظہ من المعاصی من کل حین وآن اس عظیم ثواب کے حقدار ہیں قارئین کرام! آپ بھی قرآن وسنت پر عمل کریں اور اپنی فانی زندگی کو جاویدانی اور مثالی بنائیں یاد رکھیں آپ اپنوں کی رضا میں اپنے خالق ومالک کی ہر گز نافرمانی نہ کریں ورنہ قہر قہار اور غضب جبار کے مستحق ہوں گے **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق** اللہ عزوجل ہم سب کو اسوۂ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر گامزن فرمائے میری دعا ہے کہ مولی تعالی اس رسالہ کو مفید عام وخاص بنائے اور صاحب رسالہ کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

خاک پائے اولیا

محمد محبوب عالم رضوی مصباحی

ناظم اعلی دار العلوم اہلسنت فیضان رسول پلاول ہزاریباغ

وبانی جامعہ فاطمہ للبنات رگھونیہڈیہ کوڈرما

5 رجب المرجب 1443 ھ 7 فروری 2022 بوقت 4 بجے شام

تاثر: مفتی عبدالمالک مصباحی حفظه الله تعالی

"ای نکاح سروس" سے شروع ہونے والی کہانی ایزی نکاح پہ منتہی ہوئی، یہ بات بہت خوش آئند اور قابل مبارک باد عمل ہے۔

آج ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جس میں بڑے بڑوں کے قول و فعل میں تضاد نمایاں ہےاور شاید اصلاح معاشرہ کی ہزارہا تدابیر کے باوجود معاشرہ میں دینی، مذہبی اور فکری انقلاب برپا نہیں ہو رہاہے اس کی ایک اہم اور بنیادی وجہ یہ بھی ہے۔

الحمد اللہ ثم الحمد اللہ! عزیز گرامی قدر محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی معروف بہ "عبد مصطفی" اس گوہر نایاب کا نام ہے جو عصر حاضر میں قول سے زیادہ فعل و عمل کو ترجیح دیتے ہیں جس کا جیتا جاگتا نمونہ زیر نظر کتاب "ایک نکاح ایسا بھی" ہے۔

شادی اور نکاح کے مراسم ایسے ہوتے ہیں جن سے پوری طرح دامن بچاتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تمام مراحل سے گزر جانا ایک ایسا چیلنج ہے جسے سر کرنے میں اچھے اچھوں کی پالکی رکھا جاتی ہے۔ بلاشبہ ان دشوار مراحل سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ایک سچّے "عبد مصطفی" ہی کا کام ہے جس میں جناب محمد صابر اسماعیلی پورے طور پر کامیاب رہے ہیں جس کی دلیل زیر نظر کتاب ہے۔

موصوف کا یہ عمل قابل مبارک باد بھی ہے اور لائق تقلید بھی، دعا ہے کہ مولا تعالی اُنھیں زندگی کی شاہراہوں میں یوں ہی شاد و آباد اور شریعت کی پاسداری پر قائم رکھے اور اس کے

فیضان سے مالا مال فرمائے اور اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے نیز امت مسلمہ کو اس کے مندرجات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

فقط

دعا گو و دعا جو

عبدالمالک مصباحی

خادم دار الافتاء آزاد نگر و بانی دارین اکیڈمی جمشید پور جھارکھنڈ

28 جمادی الثانی سنہ 1443 بمطابق 1 فروری 2022

تاثر: مفتی محمد مصلح الدین صدیقی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

زیر نظر رسالہ مبارکہ "ایک نکاح ایسا بھی" کوئی مصنوعی کہانی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت دینی، ملی، اصلاحی جذبات کا بہترین سنگم ہے، نہایت ہی شائستگی کے ساتھ سنت رسول ﷺ پہ عمل کرکے پھر احادیث رسول کریم ﷺ اور اقوال بزرگاں کے حوالہ جات سے مزین کرکے عوام الناس کے درمیان پیش کرنے کی سعادتیں حاصل کی ہے یقیناً مولی کریم کا خاص کرم ہے۔

سرسری طور پر جہاں سے بھی پڑھا، اس کا حرف بہ حرف امت مسلمہ کے لئے سود مند پایا، رب تبارک وتعالی اس رسالہ مبارکہ کو مقبولیت کے ساتھ عوام وخواص کے لیے مفید بنائے اور صاحب رسالہ محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی زید مجدہ السامی حفظ من المعاصی کو اپنے حفظ وامان میں رکھے، اوردارین کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیکم آلہ واصحابہ افضل الصلواۃ واکرم التسلیمات

فقیر برکات **مصلح الدین صدیقی برکاتی**

بانی دارالعلوم نوریہ برکاتیہ جیش العلوم بیرا جے نگر مدھوبنی بہار، نزیل دہلی

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۴۳ ھجری میں 30 جنوری 2022 بروز یکشنبہ

تاثر: مفتی محمد گلریز مصباحی حفظہ اللہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ

(نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک سے)

نکاح اسلام میں ایک ایسا پاکیزہ رشتہ ہے جس سے انسان بہت سارے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے اللہ تعالی نے نیک عورت عطا فرمائی اس کے نصف دین پر مدد فرمائی اور باقی نصف میں وہ اللہ تعالی سے ڈرے۔

موجودہ دور میں نکاح کرنا لوگوں کے لیے بہت مشکل ہو گیا ہے رشتہ سے لے کر رخصتی تک انسان قرض کے بوجھ میں مبتلا ہو جاتا ہے، شادی کے موقع پر غیر شرعی رسوم میں مال کا اسراف ہوتا ہے جبکہ نکاح میں سادگی اختیار کی جائے تو معاشرہ میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔آج کے دور میں اللہ کے ایسے نیک بندے بھی موجود ہیں جو چاہتے ہیں نکاح سنت کے مطابق ہو، خرچ بھی کم ہو اور کوئی غیر شرعی کام بھی نہ ہو۔

زیر نظر رسالہ "**ایک نکاح ایسا بھی**" محب گرامی وقار صابر اسماعیلی قادری حنفی کے نکاح کا ایک خوب صورت منظر نامہ ہے جن کے نکاح کی کہانی ای نکاح سروس سے شروع ہوتی ہے اور آسان نکاح پر ختم ہوتی ہے۔

موصوف لائق مبارک باد ہیں کہ ایک خوب صورت اور سادہ نکاح کر کے نوجوان نسل کو یہ درس دیا کہ آج کے دور میں کم خرچ میں بھی نکاح کرنا آسان ہے۔ اللہ تعالی موصوف کو رفعت وبلندی عطا کرے، زوجین کے درمیان الفت ومحبت قائم رکھے۔

محمد گل ریز رضا مصباحی، مدناپوری، بریلی شریف

استاذ جامعۃ المدینہ فیضان عطار ناگ پور

9 رجب المرجب 1443ھجری 11 فروری 2022 بروز جمعہ

تاثر: مولانا محمد قاسم القادری حفظه الله تعالیٰ

محبِ گرامی

محمد صابر اسماعیلی قادری،

معروف **بعبدِ مصطفی** (زِیْدَتْ مَکَارِمُکُمْ)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته! طالبِ خیر، مع الخیر ہے؛

اِس احقر نے آپ کی کتاب: '**ایک نکاح ایسا بھی**'، کا، ہر عنوان کے تحت، سخت مصروفیات کے سبب، سرسری مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا مگر، آپ کی زبانِ قلم نے، مجھے طائرانہ طور پر، اِس کی بات سننے سے روک دیا، اور مجھے ہر عنوان کے تحت رُک کر غور سے اِس کی تمام باتیں سُننی پڑیں. جنھیں خوب، اور بہت خوب پایا گویا کہ کوئی ماہرِ سماجیات، سماج کی دُکھتی ہوئی رگوں کو پکڑ پکڑ کر، اِن میں دوڑنے والے فاسد خون کی نشاندہی کر رہا ہے، اور افرادِ قوم سے کہہ رہا ہے کہ:

"رگوں میں دوڑتے پھرنے کے، ہم نہیں قائل؛
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے"،

جب میں نے اس کتاب کا ٹائٹل دیکھا، اور پھر برادرِ محترم عبدِ مصطفی کے، شروع ہی میں، یہ کلمات دیکھے کہ: "یہ کہانی ہے، ایک نکاح کی. ایک سچی کہانی....."، تو مجھے ایسا لگا کہ یہ کتاب یقیناً کسی کہانی ہی پر مشتمل، ناول نگاری کی، فنکاری ہو گی. مگر، میں نے اِس سے کافی مختلف پایا، جس کا احساس ہر پڑھنے والے کو ہو سکتا ہے؛

مختصر یہ کہ یہ کتاب، اپنے کریم آقا (ﷺ) کے ایک عظیم ارشاد کی عملی تشریح ہے. امام ابو داؤد نے اپنی 'سنن' میں روایت کی، کہ آقا (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ"، یعنی: "سب سے بہتر نکاح وہ ہے، جو سب سے آسان ہو."

اسی طرح امام احمد نے 'مُسند' میں، امام نسائی نے 'السنن الکبریٰ' میں، امام ابنِ ابی شیبہ نے 'مصنَّف' میں، امام حاکم نے 'المستدرک' میں، امام ابو نُعیم نے 'حلیۃ الاولیاء' میں، بطریقِ حماد بن سلمہ، سیدتنا عائشہ صدیقہ (رضی الله عنها) سے روایت کی، کہ آقا (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "أَعْظَمُ النِّسَاءِ بَرَكَةً، أَيْسَرُهُنَّ مَئُونَةً"، یعنی: "سب سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے، جو آسان مہر (اور آسان نفقہ) والی ہو."

ہم سب کو، وقت کے اِس بڑے سماجی فتنے کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کی ضرورت ہے، جو 'مہنگی شادی' کی شکل میں جنم لے چکا ہے. جس نے سینکڑوں غریبوں کو جیتے جی، مرنے پر مجبور کر دیا ہے؛

اللہ تعالیٰ، مکرّمی 'عبدِ مصطفیٰ' کو، اُن کی قیمتی خدمات (جن کا راقم الحروف، عینی شاہد ہے) کے بدلے، جزائے خیر عطا فرمائے؛ آمین بجاہ النبي صلی الله علیه وسلم!

محمد قاسم القادری الاحسنی،

پٹیالی، ضلع کاسگنج [اترپردیش (ہند)]

3/رجب، 1443ھ؛ 5/فروری، 2022ء.

تاثر: مولانا حسن نوری گونڈوی حفظہ اللہ تعالی

مسلم معاشرے کو صحت مند بنانے کے لیے وقت پر شادی، سادگی سے نکاح، اور دین داری کو ترجیح دینا بہت ضروری ہے۔ فی زمانہ بچے اور بچیوں کے غلط اقدامات کو روکنے کا یہ واحد اور موثر ذریعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح کو آسان کرو تاکہ زنا مشکل ہو جائے، معاشرے میں غلط رسم و رواج نے زنا آسان اور نکاح مشکل بنا دیا ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے بیٹے اور بیٹیوں کا نکاح وقت پر کر دیں خواہ ابھی وداع کریں یا نہ کریں اس سے ہزاروں گناہ، اور درجنوں نقصانات سے بچ سکیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ نکاح سے دین مکمل ہوتا ہے، نکاح سے برکت ہوتی ہے، نکاح نگاہوں کی پاکیزگی اور دل کا تقوی پیدا کرتی ہے، شادی شدہ کی نماز غیر شادی شدہ سے افضل ہے، ان تمام احادیث پر غور کریں تو کھلے گا کہ وقت پر نکاح اور ایزی نکاح کتنا ضروری ہے۔ آج اکثر لوگ طلاق اور بچے بچیوں کے غیر شرعی اقدامات سے نالاں ہیں، کاش سب مل کر عہد کریں کہ ہم نکاح آسان کریں گے پھر دیکھیں سیکڑوں برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔ اگر لڑکا یا لڑکی علم حاصل کر رہے ہیں تو بعد نکاح بھی علم حاصل کیا جا سکتا ہے، ہمارے عزیز دوست انتہائی متحرک و فعال صابر اسماعیلی المعروف عبد مصطفی بھائی نے نہ صرف ایزی نکاح کا پلیٹ فارم بنایا بلکہ خود ایزی نکاح کر کے نوجوانوں نسلوں کے لیے عمدہ مثال قائم کی ہے۔ میری خواہش ہے کہ "عبد مصطفی کے نکاح کی کہانی خود انھی کی زبانی" بنام "ایک نکاح ایسا بھی" گھر گھر پہنچائی جائے تاکہ نکاح آسان اور زنا کو مشکل بنایا جا سکے۔

حسن نوری گونڈوی

امام نورانی مسجد بیگم باغ کالونی اجین ایم پی

تاثر: حافظ محمد ثمیر مصباحی حفظہ اللہ تعالی

حامدا و مصلیا و مسلما، اما بعد

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النکاح من سنتی، فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی

(ابن ماجہ)

نکاح انسانی فروغ وارتقا کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے اور یہ سنت انبیائے کرام بھی ہے لہذا نکاح اور شادی بیاہ کو ناجائز اور حرام چیزوں کی آمیزش سے مثلا فضول خرچی، ڈی جے، ناچ گانے، جہیز کی کثرت اور غلط رسم ورواج سے پاک رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔

محمد صابر اسماعیلی صاحب کی تصنیف کردہ رسالہ "ایک نکاح ایسا بھی" ہم نے مکمل پڑھا، بحمدہ تعالی موصوف نے رسالہ کو قرآن واحادیث سے مزین کیا ہے اور انوکھا انداز تحریر اپنایا ہے مزید رسالہ میں فتاوی کو شامل کر کے چار چاند لگا کر نکاح کو آسان بنانے کی بھرپور ترغیب دلائی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ آپ اس رسالہ کو ضرور پڑھیں اس میں آپ نکاح کے موضوع پر نایاب و علمی موتی پاکر اپنی علمی تشنگی بجھائیں گے۔

موصوف محنتی، قابل جفاکش باصلاحیت محرر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ عزاسمہ مرتب کو مزید قلمی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول انام بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین الصادق و المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ثمیر مصباحی، جھارکھنڈ

تاثر: جناب محمد سہیل حنفی حفظه الله تعالی

الحمدلله رب العالمین و الصلاۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین

الصلاۃ والسلام علیک یا سیدی یا خاتم النبیین

و علی آلک و اصحابک یا سیدی یا خاتم المعصومین

زیرِ نظر رسالہ پڑھنے کے بعد میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھوں، یوں تو زندگی میں بہت سارے کتب و رسائل پڑھنے کی توفیق ملی ہے لیکن چند کتابیں و رسائل ایسے ہیں کے جن کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کاش میرے پاس کوئی ایسا اختیار ہو کہ میں انہیں لوگوں کے دلوں میں گھول کر پلادوں، بلا مبالغہ رسالہ "ایک نکاح ایسا بھی" بھی اب میرے انہیں کتب و رسائل میں شامل ہو چکا کہ جنہیں لوگوں تک عام سے عام کرنے کا دل کرتا ہے...

یہ رسالہ کوئی رسمی قسم کا نہیں بلکہ اس کو لکھنے میں بھی ایک بڑا مقصد ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ رسالہ اس مقصد کو دلانے کی وقعت بھی رکھتا ہے، بہ شرط کے اسے پڑھا جائے اور اسے محض ایک جائزے کی نیّت سے نہ پڑھیں بلکہ اسے کچھ سیکھنے کی نیّت سے اور اس پر عمل کرنے کی نیّت سے پڑھا جائے، اس کا بار بار درس دیا جائے، اس میں موجود مواد میں سے کئی جمعہ کے خطبات تیار کیے جا سکتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کو پڑھ کر لوگ بھی اپنی شادیاں اسی طرح کرنے کی سعی کریں اور قوم کو یہ پیغام دیں کہ جب "ایک نکاح ایسا بھی" ہو سکتا ہے تو "ہر نکاح ایسا ہی" کیوں نہیں ہو سکتا؟؟

دین اسلام نے نکاح کو بہت ہی آسان بنایا ہے لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ اہم عبادت کچھ ناکچھ خواہشات کی بناپر مشکل سے مشکل ہوتی چلی گئی، یہ حقیقت ہے کہ نکاح کی تقریب میں بہت سارے مستحبات بھی ہیں مگر لوگوں نے عملی طور پر اس کو فرض کا درجہ دے دیا ہے اور ان مستحبات کی وجہ سے ہی ہمارے علماء بھی اس موضوع پر خاموش خاموش نظر آتے ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کبھی کبھی مستحب کو چھوڑنا بھی مستحسن ہو جاتا ہے، خصوصاً جب لوگوں نے اُسے کچھ اور درجہ دے کر ایک اہم عبادت "نکاح" کا نقشہ ہی کچھ اور بنا دیا ہو... یہ تو بات ہوئی علماء کی اور عوام کو کھانے پینے اور enjoy کرنے میں بڑا لطف آتا ہے اس وجہ سے کوئی اس کی روک تھام کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھاتا، جو بھی بولتا ہے رسمی طور پر اپنی ذمہ داری پوری کر لیتا ہے باقی عمل کے میدان میں سب لڑکھڑاتے نظر آتے ہیں:

کتنے بھٹک کہ رہ گئے گفتار کے غنی

منزل ملی نا مستیے کردار کے بغیر

کاش کہ گھر گھر میں اور مُختلف زبانوں میں یہ پہنچ جائے اور لوگ اس کے مطابق عمل کرنے والے بھی بن جائیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنے محبوب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مقبول فرمائے اور سنّیوں کے لیے نفع بخش بنائے. آمین

فقط **محمد سہیل حنفی**

بھاٹاپارہ، چھتیس گڑھ، انڈیا

شب اتوار، 4/رجب المرجب 1443ھ، 5/فروری 2022ع.

عبد مصطفی کے نکاح کی کہانی خود انھی کی زبانی

یہ کہانی ہے ایک نکاح کی، ایک سچی کہانی جسے اس لیے لکھا گیا ہے کہ لوگ پڑھ کر جانیں کہ "**ایک نکاح ایسا بھی**" ہو سکتا ہے۔ کہنے کو تو یہ بس ایک نکاح کی کہانی ہے لیکن اس کے اندر کئی کہانیاں ہیں جن میں پیغامات ہیں، اسباق ہیں، درد اور گزارشات ہیں۔

آج میرے نکاح کو بس 2 دن باقی ہیں اور میں لکھنا شروع کر رہا ہوں، ایک نئی نئی کیفیت ساتھ ہے اور ذہن میں جیسے اوراق پہ اوراق چھپ رہے ہیں، لکھ رہا ہوں مٹا رہا ہوں، الفاظ کے چناؤ میں پھنس سا جاتا ہوں پھر تھوڑی دیر تک جمع کر کے ایک جملہ بنا رہا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ میری اس کہانی کو میری کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے پڑھنے والے یہ نہیں کہیں گے ان کا قیمتی وقت کسی بیکار جگہ لگ گیا، وہ ضرور اسے فائدہ مند پائیں گے۔

مغرب کی اذان ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اس کے آخری رسول، ہمارے پیارے نبی ﷺ پر درود و سلام پیش کر کے اب اس کہانی کو شروع کرتا ہوں۔

عبد مصطفی

محمد صابر اسماعیل قادری رضوی

بات شروع ہوتی ہے

بات کچھ اس طرح شروع ہوئی کے میری اپنی ایک میٹری مانیل سروس (Matrimonial Service) ہے، جس کا نام "E Nikah Service" ہے۔ میں نے اسے تقریباڈیڑھ سال پہلے شروع کیا تھااور اب تک پچاس کے قریب نکاح اس کے ذریعے ہو چکے ہیں۔اسے شروع کرنے کی وجہ بھی بیان کرتا چلوں کہ ایک دن مجھے کسی بدمذہب نے اپنے ٹیلی گرام گروپ میں شامل کیا جہاں میں نے دیکھا کہ سنیوں کی پروفائلز بھی ڈالی جارہی ہیں! یہ دیکھ کر بڑاافسوس ہوا کہ رشتے تلاش کرنے کے لیے ہمارے سنی بھائی بہن بدمذہبوں کے پاس جارہے ہیں جو کہ کتنا خطرناک ہے اس کا اندازہ پڑھے لکھے سمجھدار لوگ اچھی طرح لگا سکتے ہیں۔

میں نے اپنی ٹیم عبد مصطفی آفیشل میں اس بات کو رکھا کے ہمیں بھی ایک ایسی سروس شروع کرنی چاہیے جو صرف سنیوں کے لیے ہو اور رشتے تلاش کرنے کے لیے اُنھیں غیروں کے پاس نہ جانا پڑے۔

میری بات کو سننے کے بعد ٹیم کے اکثر بلکہ کہہ لیں 90 فی صد لوگوں نے منع کیا کیوں کہ اُنھیں اس میں کئی ایسی باتیں نظر آرہی تھیں جو اُن کے انکار کا سبب بنی مگر میں نے سوچ لیا تھا کے اب ایک بار شروع کر کے تجربہ کروں گا پھر اگر نہ ہوا تو بند کر دوں گا۔کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ذمہ داری والا کام ہے اور اس میں ضمانت جیسا معاملہ آجاتا ہے تو کچھ بھی ہونے کی صورت میں آپ کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے....، یہ سب سننے کے بعد بھی میں پیچھے نہیں ہٹا اور کام شروع کر دیا۔اعلان

کرنے کی دیر تھی کے مجمع لگ گیا یعنی کثرت سے لوگ آنے لگے اور پھر مجھے کیا پتا تھا کہ وہ بھی آئیں گی کہ جہاں جا کر میری تلاش مکمل ہونے کے انتظار میں ہے۔

ای نکاح سروس(E Nikah Service) کے بارے میں اور بھی کافی کچھ لکھا جا سکتا ہے کہ کن کن چنوتیوں کا سامنا کرنا پڑا، کتنی مشکلیں سامنے آئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے کیسے مدد بھیجی، میں یہاں اس کی تفصیل نہ لکھتے ہوئے واپس اپنی کہانی پہ آتا ہوں۔

ایک دن اُن کی پروفائل آئی جن سے میرا نکاح ہونے کو ہے، جی ہاں! یعنی عطاریہ صاحبہ کی پروفائل، دیکھ کر ہی ظاہر ہو گیا تھا کہ کسی دیندار لڑکی کی پروفائل ہے اور تلاش میں بھی دیندار کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ یوں تو دن بھر میں درجنوں پروفائلز بنتا رہتا ہوں اور چونکہ سب کو ایک نظر دیکھنا بھی ہوتا ہے تو لوگوں کی پسند اور ان کے مطالبات پڑھ کر کافی تجربہ بھی حاصل ہوا اس لیے یہ پروفائل نظر سے گزری تو گزرتے گزرتے ذہن میں نقش ہو گئی اور ارادہ بن گیا کہ اگر نکاح کرنا ہوا تو پہلے ان سے بات کی جائے گی اور پھر وہ دن بھی آیا کہ جب میں نے ان کے بھائی سے بات کی۔

میں نے اپنے ارادے سے جب اُنھیں آگاہ کیا تو اتفاق کی بات یہ کہ ان کے ذہن میں بھی یہ بات جگہ کر چکی تھی کیونکہ ہم دونوں کا رابطہ ای نکاح(E Nikah) اور کچھ دینی مسائل کو لے کر کافی پہلے سے تھا تو آپس میں ایک حد تک جان پہچان تھی اور پھر انھوں نے ایک بار اشارتاً اظہار کیا تھا تو جب میں نے صراحتاً بات کی پھر بات آگے جانے ہی تھی۔ (اب آج بارات نکلے گی، میں تیار ہو کر بیٹھا ہوا ہوں، گاڑیاں آنے والی ہیں، مغرب کے بعد یہاں سے روانہ ہونا ہے اور رات بھر کے

سفر کے بعد صبح ہم وہاں پہنچیں گے۔ یہ سفر ہزاری باغ (جھارکھنڈ، انڈیا) سے بھاٹاپارہ (چھتیس گڑھ،انڈیا)تک کا ہے۔اب فرصت پاتے ہی پھر لکھنا شروع کروں گا)

بات بڑوں تک پہنچی

ضروری ہے کہ اس طرح کے فیصلوں میں اپنے بڑوں کو شریک کیا جائے لہٰذا بات بڑوں تک پہنچی تو پھر ملاقات کی ترکیب بن گئی۔ پہلے لڑکی والوں کی طرف سے ہمیں پیشکش کی گئی کہ ان کے گھر مہمان بنیں لیکن میں نے اس سے منع کیا۔جب ہمیں اصل شے جو مقصود ہے وہ مل چکی تھی یعنی دین داری تو پھر محض رسم ادا کرنے کے لیے جانا، خرچ بڑھانااور بات صرف اتنی نہیں بلکہ چار طرح کے لوگوں کو لے جاکر 40 طرح کی باتیں نکالنے کا موقع دینا صحیح معلوم نہیں ہوا۔

آج کل دیکھنے دکھانے کے طریقے نے بھی نکاح کو مشکل بنادیا ہے۔ کئی کئی لوگ دیکھنے جاتے ہیں پھر ناشتے کھانے میں کمی ہو جائے تو طرح طرح کی باتیں نکالتے ہیں۔ ہر شخص کے سوچنے سمجھنے کا انداز الگ ہوتا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ جتنے لوگ ہوں گے اتنی باتیں ہوں گی اور پھر کام مشکل ہوتا چلا جائے گا۔

ایسی ہی کئی باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے درمیان میں سے یہ مرحلہ نکالا کہ ہم اصل شے پسند ہونے کے بعد پھر کچھ لوگوں کو لے کر دیکھنے جائیں تاکہ وہ باتیں دیکھی جائیں کہ جنھیں دیکھنا یہاں ضروری نہیں۔

ملاقات ہوتی ہے

شروع میں میرا ارادہ بھی یہی تھا کہ اِدھر سے لوگ جائیں لیکن دوری کی وجہ سے گھر والوں نے کہا کہ پہلے لڑکی والوں کا آنا مناسب رہے گا کیوں کہ اصل ان کا راضی ہونا ہے لہٰذا وہ آئیں اور دیکھ سمجھ لیں پھر آگے بات ہوگی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جب تمھیں یہ رشتہ پسند ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لہٰذا میں نے اپنی طرف سے جانے والے مرحلے کو ہی نکال دیا تاکہ نکاح اور آسانی سے ہو جائے۔ چنانچہ اُدھر سے چند لوگ آئے اور پھر بات آگے بڑھی، آنے والوں میں لڑکی کے والد، والدہ بھائی اور بہن تھے۔ یہاں آنے کے بعد انھوں نے کئی چیزیں دیکھی پر ترجیح جس چیز کو دی وہ تھی دین داری؛ دن بھر رکنے کے بعد واپسی ہوئی اور نتیجہ اب تک یہ نکلا تھا کہ وہ رائے مشورے کے بعد جواب دیں گے۔ چند دنوں کے بعد ہی اُدھر سے مثبت جواب آگیا اور قریب 2 مہینے بعد نکاح کی تاریخ رکھی گئی۔

منگنی (انگیج منٹ)

اس نکاح میں منگنی جس طرح آج کل رائج ہے وہ نہیں کی گئی، بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ نکاح کا وعدہ جو ہوا وہی منگنی تھی۔ منگنی دراصل نکاح کا وعدہ ہے۔ اگر یہ رسم شرعی تقاضوں کے مطابق کی جائے تو جائز ہے اور اس میں لڑکے والے یا لڑکی والے، دونوں کا ایک دوسرے کو تحفے دینا ضروری نہیں ہے۔ اگر انگوٹھی دیتے ہیں تو یہ نہیں ہونا چاہیے کہ لڑکا خود لڑکی کو اپنے ہاتھ سے

انگوٹھی پہنائے کیوں کہ منگنی سے وہ میاں بیوی نہیں بن جاتے بلکہ منگنی کے بعد بھی ان کا آپس میں شرعی پردہ کرنا ضروری ہے۔

اگر نکاح میں منگنی نہ بھی ہو جب بھی کوئی ہرج نہیں۔ کچھ لوگ اسے نکاح کا حصہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے؛ نہ یہ نکاح کا حصہ ہے اور نہ نکاح کے لیے ضروری۔ مروجہ منگنی کی رسم سب سے پہلے ہندستان میں ہی شروع ہوئی اور ہندوؤں سے مسلمانوں میں آئی۔

(جیساکہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اسلامی زندگی میں لکھا ہے)

آج کل منگنی کی رسم بہت سی غیر شرعی رسموں کا مجموعہ بن گئی ہے۔ گانے بجانا، لڑکیوں اور لڑکوں کا بے پردہ جمع ہونا، آپس میں ہنسی مذاق کرنا، یہ سب حرام ہے اور کئی جگہوں پر لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنائی جاتی ہے حالانکہ مرد پر سونا پہننا حرام ہے۔

کچھ بوڑھی دادیوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں یہ باتیں گھڑ رکھی ہیں کہ ان کی منگنی پر جنت سے انگوٹھیوں کے تحفے وغیرہ آئے تھے۔ یہ سب جھوٹ اور منگھڑت ہے۔ (انظر: فتاوی یورپ و برطانیہ، ص290، 291)

شادی کی تیاریاں شروع

آج کل شادی کی تیاریوں کا مطلب ہے کہ ہفتوں بلکہ مہینوں پہلے سے کمر کس لینا جیسے کوئی بڑی جنگ ہو اور اتنا زیادہ کام پھیلا دیا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ پھر بھی ادھورا رہ جاتا ہے لیکن یہاں

ایسا کچھ بھی نہیں تھا بس ضرورت کی کچھ چیزیں لینی تھی جو کہ بڑی آسانی سے لے لی گئی جن کی تفصیل اب ہم بیان کریں گے اور ساتھ ہی مقابل میں ان باتوں کو بھی لائیں گے کہ جن سے نکاح مشکل سے مشکل ہو گیا ہے۔

دعوت دینا

دعوت دینا اچھی بات ہے ہم اسے منع نہیں کرتے لیکن اس کا بھی کوئی طریقہ ہے، کوئی حد ہے اور کوئی سلیقہ ہے۔ آج کل تو حال یہ ہے کہ غریب سے غریب جس کے پاس 100 لوگوں کو صحیح سے کھلانے کے لیے پیسے نہیں وہ بھی قرض لے کر ہزار سے زیادہ لوگوں کو دعوت کھلا رہا ہے۔ مہینہ بھر پہلے سے ہی کارڈس، نیوتا وغیرہ لے کر رشتے داروں کے گھروں کے چکر کاٹنا شروع کر دیا جاتا ہے اور ہم نے دیکھا کہ اس کے باوجود بھی کئی لوگ باقی رہ جاتے ہیں جنھیں منھ پھلا کر بیٹھنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

200 ملکوں میں دعوت دے کر آنے کے بعد پھر ان کے لیے انتظام کرنے میں جو حال ہوتا ہے وہ بتانے بیٹھے تو ایک الگ درد بھری کہانی بن جائے گی لہٰذا بس یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اس طرح دعوت کا رواج صحیح نہیں ہے اس میں امیر سے غریب سب پریشان ہوتے ہیں۔ جان لیجیے کہ کم سے کم لوگوں کو دعوت دے کر ہی نکاح آسانی سے کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

کتنے لوگوں کو دعوت دی گئی؟

دعوت کے لیے منتظر تو بلا مبالغہ پانچ سو سے زیادہ گھر تھے جنھیں بالکل یقین سا تھا کہ انھیں دعوت دی جائے گی اوپر سے خود کے گھر والے بھی ایک عرصے تک اسی گمان میں تھے کہ بڑے بیٹے کی شادی میں کھل کے دعوت کریں گے اور سب کو بلا کر دھوم دھام سے نکاح کیا جائے گا پھر بھلے ہی اس کے لیے قرض کے دریامیں ڈوبنا کیوں نہ پڑے اور یہ ایک مجبوری بھی تھی جو اس طرح سننے کو ملتی ہے کہ "سب کا کھایا ہے تو سب کو کھلانا پڑے گا" جیسے مانو سب نے دعوت نہیں بلکہ قرض کے طور پر کھلایا ہو۔

میں نے یہاں پابندی لگائی اور کسی کو بھی دعوت نہیں دی گئی! بارات اور ولیمہ میں شریک ہونے کے لیے 10-12 لوگوں کو بلایا گیا جن میں رشتہ داروں کے ساتھ چند دوست شامل تھے اور ولیمہ بھی کیسا ہوا اس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

ہمیں لگتا ہے کہ یہ بات کافی عجیب لگنے والی ہے کہ دعوت کیوں نہیں دی گئی؟ کیا دعوت دینا غلط ہے؟ پھر اور بھی کئی طرح کی باتیں اور سوالات ذہن میں آسکتے ہیں کہ کیا پیسے نہیں تھے؟ کیا پیسے بچائے جا رہے تھے؟ یا کوئی اور وجہ تھی تو آیئے اس پہ بھی تھوڑی گفتگو کر لی جائے کہ نکاح میں دعوت دینے کی حیثیت کیا ہے اور اسے لوگوں نے کیا بنا رکھا ہے۔

صحابہ نے نبی کو دعوت نہیں دی!

عہد رسالت کی ایک مثال پیش کرتے ہوئے ہم اپنی گفتگو کو شروع کر رہے ہیں۔ پہلے مسلم شریف کی ایک روایت یہاں نقل کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

مسلم شریف میں ایک باب ہے جس کا نام ہے:

"باب استحباب نکاح البکر"

یعنی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کا استحباب

اس میں روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک عورت سے نکاح کیا، جب میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا: جی! آپ ﷺ نے پوچھا: کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا: بیوہ سے!

آپ ﷺ نے فرمایا کنواری سے شادی کیوں نہ کی وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے۔

میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری کچھ بہنیں ہیں، مجھے یہ خدشہ ہوا کہ کہیں وہ میری بہنوں کی پرورش اور میرے درمیان حائل نہ ہو جائے!

آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ عورت سے اس کی دین داری، اس کے مال اور جمال کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے، تمھارے ہاتھ خاک آلود ہو تم دینداری کو مقدم رکھا کرو۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر سے نکاح کے بارے میں پوچھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابر نے حضور ﷺ کو نکاح کی دعوت نہیں دی اور ایسا رواج تھا ہی نہیں کہ نکاح کے بارے میں سب کو اطلاع دی جائے ورنہ حضرت جابر سب سے پہلے اللہ کے نبی کو دعوت دیتے اور یہ بھی دیکھیں کہ حضور ﷺ نے حضرت جابر سے یہ نہیں کہا کہ تم نے نکاح میں مجھے کیوں نہیں بلایا؟

ایسی صرف ایک مثال نہیں اور بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مروجہ دعوت دینے کا طریقہ ایک نیا طریقہ ہے جس سے مشکلیں ہی مشکلیں پیدا ہوئی ہیں۔

آپ نے یہ روایت پڑھ لی، اب ذرا سوچیں کہ اگر آپ نے اپنے قریبی اساتذہ، اپنے دوستوں اور اپنے بھائیوں کو بتائے بنا نکاح کر لیا تو کیا ہوگا؟ ایسا ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا اور میرا بیان ابھی جاری ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی شادی میں دعوت

ایک اور مثال یہاں حضرت عبدالرحمن بن عوف کی پیش کی جاتی ہے جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ کا شمار سب سے مالدار صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی شادی کے چند دنوں بعد جب آپ بارگاہِ رسالت میں آئے تو آپ کے کپڑوں پہ زرد نشانات لگے تھے جنھیں دیکھ کر حضور ﷺ نے پوچھا کہ: یہ کیسا رنگ ہے؟

آپ نے بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے !

حضور ﷺ نے پوچھا کہ : تم نے مہر کتنا دیا؟ کہا کہ یارسول اللہ ﷺ گٹھلی کے برابر سونا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری سے۔(دیکھئیے صحیح بخاری، کتاب البیوع)

اس روایت سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ نکاح کی تقریب میں سب کو دعوت دینے کا کوئی تصور نہ تھا اور نہ حضرت عبدالرحمن بن عوف سب سے پہلے حضور ﷺ کو دعوت دیتے۔

اب رہا یہ کہ حضور ﷺ نے ولیمہ کا حکم دیا تو پہلے جان لیجیے کہ ولیمہ کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے۔یہ درست نہیں کہ اپنی ایجاد کی ہوئی مشکلوں کو ولیمہ کے نام پر چلائیں اور خود کی بنائی ہوئی زحمت کو سنت کا نام دیں۔

ولیمہ کسے کہتے ہیں؟

ولیمہ یعنی شادی کے بعد اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو دعوت دینا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب کو بلایا جائے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ کھانا ہی کھلایا جائے بلکہ ناشتہ کروا دینا بھی سنّت کی ادائیگی کے لیے کافی ہے،اب آیئے اس کی تھوڑی تفصیل بیان کر دی جائے۔

علاّمہ عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

شادی کے موقع پر شبِ زفاف گزارنے کے بعد رشتے داروں اور دوستوں کو جو دعوت کی جاتی ہے،اُس کو ولیمہ کہتے،چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کرنے کا حکم دیا ہے اس

لیے بعض فقہانے اس ظاہر حدیث کے اعتبار سے ولیمہ کو واجب کہاہے اور اکثر علما کے نزدیک ولیمہ کرنا مستحب ہے۔ تلویح میں مذکور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک ولیمہ کرنا مستحب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ولیمہ کرنا واجب ہے، علامہ خطابی نے کہا جو شخص صاحبِ حیثیت ہو وہ ایک بکری کی مقدار دعوت کرے اور جس شخص کے پاس اتنی قدرت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کا ولیمہ ستّو اور کھجوروں کے ساتھ بھی کیا ہے۔

(شرح صحیح بخاری، ج4، ص575، علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالی، ملخصا)

ولیمہ، دکھاوا یا مجبوری؟

حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالی ولیمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ کہ دعوتِ سنت کے لیے کسی زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں۔

اگر دو چار لوگوں کو کچھ معمولی چیز اگرچہ پیٹ بھر کر نہ ہوا گرچہ دال روٹی چٹنی روٹی ہو یا اس سے بھی کم کھلا دیں تو سنت ادا ہو جائے گی اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو کچھ الزام نہیں (یعنی نہ کھلائے تو کوئی حرج نہیں) (فتاوی امجد یہ، ج4، ص225)

مگر ہمیں سنت تو ادا کرنی نہیں ہے بلکہ قرض لے کر جس کا کھایا ہے اس کا قرض ادا کرنا ہے اور دنیا کو دکھانا اور راضی کرنا ہے تو ایسا ولیمہ اصل میں ولیمہ ہی نہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس ولیمہ کے لیے ٹینٹ لگانے کے بھی پیسے نہیں ہیں پر قرض لے کر ہزار کی تعداد میں لوگوں کا

پیٹ بھر ناپڑتا ہے اور پھر بھی لوگوں سے یہی سننے کو ملتا ہے کہ مجھے پاپڑ نہیں ملا مجھے مچھلی کا پیس نہیں ملا مجھے زردہ نہیں ملا اور مجھے کولڈ ڈرنک نصیب نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل کرنے اور سادگی کی توفیق عطا فرمائے۔

دعوت دینا کتنا ضروری؟ (اعتدالی بحث)

ہم مثالیں پیش کر چکے کہ سب سے بہترین زمانے یعنی حضور ﷺ کے زمانے میں میں نکاح کی تقریب میں اس طرح دعوت دینے کا رواج نہ تھا جیسا کہ آج کل ہمارے درمیان رائج ہے اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ دعوت دینا کوئی گمراہی ہے لیکن اس کی اصل حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ (رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے دور میں مجلس نکاح قائم کرنے کا رواج نہ تھا) نکاح کرنا سنت ہے اور اس سنت کے لیے مجلس اور محفل منعقد کرنے کا رواج خیر القرون (یعنی نبی اور صحابہ کے زمانے میں) نہ تھا (مزید لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ) یہ عمل بری بدعت (گمراہی) نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(شرح صحیح مسلم، ج3، ص998)

ہم کہتے ہیں کہ نکاح میں علما، متعلقین، احباب، رشتہ داروں اور دوستوں کو دعوت دینا کوئی گمراہی نہیں ہے اور یہ طریقے سے کیا جائے تو اچھا بھی ہے لیکن جس طرح آج کل رواج ہے یہ

نکاح کو مشکل بنانے والی شے ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ بندہ اپنی حیثیت کے مطابق دعوت دے اور اگر استطاعت نہیں تو دعوت نہ دے لیکن آج کل یہ ایک مجبوری بن چکی ہے کہ دعوت دینا ہے تو دینا ہے، اب چاہے اس کے لیے خود کو تکلیف میں کیوں نہ ڈالنا پڑے۔

تکلف بھری دعوت کا نقصان

200 ملکوں میں (یعنی دور دور کے رشتہ داروں، تمام دوستوں، بھائیوں کو، بھائیوں کے دوستوں اور دوستوں کے بھائیوں کو) دعوت دینا پھر ان کے لیے چھپن بھوگ کا انتظام کرنا کسی زحمت سے کم نہیں ہے۔ایسی تکلف بھری دعوتوں سے بہت نقصان ہوا ہے۔ پہلا نقصان تو یہ کہ اس کا ایسا رواج چل پڑا کہ چھوٹے کیا اور بڑے کیا، امیر کیا اور غریب کیا سب اسے لازم سمجھنے لگے۔

کچھ تو مجبور ہیں اور باقی دکھاوے سے بعض نہیں آتے، اگرچہ قدرت نہیں رکھتے پھر بھی کہتے ہیں نا کہ جب گھوڑے نے نعل لگوائی مینڈکی نے بھی ٹانگ اٹھائی، ایسا ہی کچھ حال ہمارے مسلمانوں کا ہے کہ دکھاوے کے چکر میں مصیبت کو گلے لگا لیتے ہیں۔

ایک نقصان یہ ہوا کہ لوگوں نے ملنا کم کر دیا اور وہ اس طرح کہ شادی بیاہ ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ملاقات کے ساتھ تکلف بھری دعوتوں کو جوڑ دیا گیا تو اب ملاقات کرنا بھی آسان نہ رہا کہ ملیں گے تو پھر ان چیزوں کے ساتھ ملنا ہوگا۔ ہمارے اکابرین نے ہمیں اس سے خبردار کیا تھا لیکن ہم نے جانا نہیں، مانا نہیں اور پھر جو ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔

ہمارے اسلاف کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ کھانے میں تکلف کو پسند نہیں کرتے تھے، چناں چہ:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ میرے بھائیوں میں سے میرے پاس کون آتا ہے کیوں کہ میں ان کے لیے تکلف نہیں کرتا، کھانے کو جو کچھ ہوتا ہے پیش کر دیتا ہوں- اگر میں ان کے لیے تکلف سے کام لوں تو ان کا آنا مجھے برا لگے گا- (احیاء العلوم)

یہ جملہ قابل غور ہے کہ "اگر میں ان کے لیے تکلف سے کام لوں تو ان کا آنا مجھے برا لگے گا-" آج اگر کچھ لوگ مہمان کو بوجھ سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ بھی تکلف ہے-

ایک بزرگ نے تو جب اپنے دوست کو تکلف کرتے دیکھا تو کہنے لگے کہ عام حالات میں نہ تو تم ایسا کھانا کھاتے ہو اور نہ میں، تو پھر ہم اکٹھے ایسا کھانا کیوں کھائیں؟ یا تو تم یہ تکلف چھوڑ دو یا میں تم سے ملنا چھوڑ دوں-(احیاء العلوم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جو چیز ہمارے پاس نہیں اس کے بارے میں ہم مہمان کے لیے تکلف نہ کریں اور جو کچھ موجود ہو پیش کر دیں-

(التاریخ الکبیر للبخاری)

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تکلف کی وجہ سے ملنا چھوڑ دیا ہے کہ ان میں سے ایک اپنے بھائی کی دعوت کرتا اور تکلف سے کام لیتا جس کی وجہ سے وہ دوبارہ اس کے پاس نہ آتا-(احیاء العلوم)

امام غزالی علیہ الرحمہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب آپ کو دعوت دی جاتی تو آپ فرماتے کہ میں تین شرائط کے ساتھ تمھاری دعوت قبول کروں گا:

(1) تم بازار سے کوئی نئی چیز نہیں لاؤ گے۔

(2) گھر میں جو کچھ ہو وہ سارا پیش نہیں کرو گے۔

(3) اپنے اہل و عیال کو بھوکا نہیں رکھو گے۔

(ایضاً)

ہم تکلف میں اتنا بڑھ چکے ہیں کہ اب اسے ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم لاکھوں روپے لٹانے کے بعد بھی شکایتیں سنتے ہیں۔ اگر ہم سادگی اپنائیں تو نتائج کچھ اور ہوں گے۔

اس نکاح میں دعوت کی تفصیل

جس علاقے سے میرا تعلق ہے، یہ رسم و رواج کے معاملے میں کافی بڑھا ہوا ہے، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اترپردیش کے بارے میں لکھا ہے کہ ہندستان میں رسم رواج سب سے زیادہ یہاں ہے اور چونکہ یوپی، بہار اور بنگال آپس میں منسلک ہیں تو حالات کافی ملتے جلتے ہیں، دعوت دینے کا رواج بھی ان علاقوں میں بہت الگ ہے یعنی ایک ہی شادی میں کئی کئی بار دعوت دینی پڑتی ہے جس کی شروعات رشتے کی بات ہوتے ہی ہو جاتی ہے۔ جب ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے تو بھی عام دعوت دے کر بھیڑ جما کی جاتی ہے پھر اگر نکاح طے ہو گیا

تو نکاح کے ایک ہفتے پہلے سے ہی دعوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، لگن کی دعوت الگ، مدوا کی الگ پھر گھر میں رشتہ داروں کا ایسا ہجوم لگا ہوتا ہے کہ ہر دن دعوت ہو رہی ہوتی ہے پھر نکاح، بارات اور ولیمہ تو اپنی جگہ باقی ہے اور ان سب میں بے حساب مال خرچ ہوتا ہے جو صرف نکاح کو مشکل نہیں بناتا بلکہ مستقبل کو بھی مشکل میں ڈال دیتا ہے۔

اس نکاح میں دعوت کچھ یوں ہوئی کہ :

(1) لڑکی والوں کی طرف سے 4 لوگ آئے جن کے لیے ناشتے اور کھانے کا انتظام کیا گیا اور ساتھ میں گھر کے لوگ اور کچھ قریبی رشتہ دار تھے جن کو ملا کر کل تعداد 20 کے قریب تھی۔

(2) دوسری بار دعوت کا اہتمام نکاح کے دن ہوا جس میں باراتیوں کی تعداد صرف 14 تھی باقی لڑکی والوں نے اپنے متعلقین میں دعوت کی تھی۔

(3) تیسری مرتبہ دعوتِ ولیمہ جس میں کل 20-25 لوگ تھے

شادی اور کپڑے

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم شادی بیاہ کی بات کریں اور کپڑے کا نام نہ لیں! یہ تو شادی کا ایک ایسا اہم حصہ بن چکا ہے کہ اس کے بنا شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ شادی میں بالکل ہی کپڑے نہ خریدے جائیں لیکن جس طرح آج کل رواج ہے یہ نکاح کو مشکل سے مشکل بنانے والی چیز ہے۔

دلہااور دلہن کے لیے کافی مہنگے کپڑے لیے جاتے ہیں پھر گھر والوں اور رشتہ داروں کے لیے بھی کپڑے بنوانے پڑتے ہیں جس سے شادی کا خرچ آسمان چھونے لگتا ہے۔

ایک مزے کی بات یہ ہے کہ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی کئی لوگ ناراض ہو جاتے ہیں اور وہ کچھ یوں کہ جنھیں کپڑا نہیں ملتا وہ منھ پھلا لیتے ہیں کہ انھیں کپڑا نہیں ملا اور جنھیں ملتا ہے ان میں سے بعض کی یہ شکایت ہوتی ہے کہ سستا کپڑا ملا۔

جان لیجیے کہ اگر آپ کسی کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو دنیا کی رو سے نہیں کر سکتے، جسے راضی ہونا ہو وہ دین کی رو سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ کوئی راستہ نہیں۔اب ہم بتائیں گے کہ اس نکاح میں کپڑوں پر کتنا مال خرچ کیا گیا اور کس کس کے لیے کتنے جوڑے بنوائے گئے۔

اس نکاح میں کپڑے

دلہن کے جوڑے:

دلہن کے لیے کپڑے خریدنے میں کس قدر مال خرچ کیا جاتا ہے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں،ایک نہیں بلکہ کئی کئی جوڑے لیے جاتے ہیں اور یہ خرچ بڑھانے کے سوا کچھ نہیں۔

ایک جگہ سے خبر ملی کہ فلاں کی شادی میں دلہن کو 30 جوڑے کپڑے دیے گئے! یہ سب نکاح کو مشکل بنانے والی باتیں نہیں تو اور کیا ہے؟

اس نکاح میں دلہن کے لیے صرف ایک کپڑا (سلوار سوٹ) لیا گیا جس کی قیمت اتنی تھی کہ جتنے میں آج کل کی شادیوں میں دلہے کے لیے ایک کوٹ یا ایک شیروانی بھی شاید نہ لی جاسکے!

لوگ شیر وانی کے نام پر 15-10 ہزار تک لگا دیتے ہیں اور اس نکاح میں سب کے کپڑے ملا کر بھی اتنا خرچ نہیں ہوا۔ کپڑے لینے کے بعد اسے لڑکی والوں کے یہاں بھیج دیا گیا تاکہ وہ اپنے حساب سے اس کی سلائی کروا سکیں اور اس کے بعد دلہن کے لیے کوئی کپڑا نہیں خریدا گیا۔

دلہے کے کپڑے:

دلہے کے لیے جو کپڑے لیے گئے ان میں کوٹ، شیر وانی یا کوئی قیمتی سوٹ، بوٹ وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا بلکہ فقط ایک جبہ پاجامہ اور ایک عمامہ تھا۔ ان سب میں جو خرچ آیا وہ اتنا تھا کہ جتنے میں آج کل کی شادیوں میں دلہے کے جوتے بھی نہیں آتے۔

گھر والوں کے لیے کپڑے:

لڑکے کے گھر میں ماں باپ، بھائی بہن کسی کے لیے بھی کپڑے نہیں لیے گئے، ایک رومال تک نہیں!

رشتہ داروں کے لیے کپڑے:

کسی رشتہ دار کے لیے بھی کوئی کپڑا نہیں لیا گیا۔

نکاح کے دن کپڑوں کی لین دین:

خاص نکاح کے دن بھی کپڑوں کی لین دین کا رواج عام طور پر دیکھنے کو ملتا ہے، نکاح سے پہلے لڑکی والے دلہے کو کپڑے پیش کرتے ہیں جس پر نکاح ہوتا ہے اور کپڑے ہی نہیں بلکہ اوپر سے

نیچے تک کا پورا سامان ہوتا ہے پھر لڑکے والے بھی ایک ٹوکری میں دلہن کے لیے کئی چیزیں پیش کرتے ہیں۔اس نکاح میں نکاح کے دن بس لڑکی کے لیے ایک نقاب،ایک حجاب، چپل اور چوڑیاں دی گئیں باقی نکاح تک اور کسی قسم کی کوئی لین دین نہیں ہوئی۔

نکاح ہوتا ہے

ظہر کے وقت نکاح ہوا، نکاح سے پہلے مختصر محفلِ نعت کا اہتمام کیا گیا جس میں بڑی سادگی کے ساتھ نعت و منقبت کے اشعار پڑھے گئے۔ باراتیوں کے لیے ناشتے اور کھانے کا انتظام کیا گیا تھا اور پھر مغرب کے بعد رخصتی ہوئی۔

لڑکی وداع ہوتی ہے

وداعی کے وقت بھی کئی قسم کی رسمیں عوام میں رائج ہیں جن میں سے کچھ تو بے حیائی سے بھری ہوتی ہیں پر اللہ کہ توفیق سے اس نکاح میں ایسی کوئی رسم ادا نہیں کی گئی۔ وداعی کے وقت لڑکی کے والد نے مجھ سے کچھ باتیں کہیں جو کچھ یوں تھی کہ :بیٹا جب میں آپ کو دیکھنے آیا تھا تو آپ کی باتوں سے میں بہت متاثر ہوا اور یہی وجہ ہے کہ اتنی دور اپنی شہزادی کو بھیج رہا ہوں اور پھر اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھوں میں تھما دیا(اس وقت ان کی خاموشی گویا کہ رہی تھی کہ اب میں اپنے جگر کے ٹکڑے کو تمھارے حوالے کر رہا ہوں،اس کا خیال رکھنا...)

وداعی کے وقت رونا دھونا

جب لڑکی گھر سے جانے لگتی ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ گھر والے رونے لگتے ہیں، یہ ایک قلبی میلان، ایک لگاؤ کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جو اپنی بیٹی یا بہن سے ہوتا ہے لیکن غور کریں تو جس طرح آج کل رونے دھونے کا رواج ہے اس میں دیکھا گیا ہے کہ رونے کو لازمی سمجھتے ہیں اور بعض دیہاتوں میں تو ماتم کی محفل لگ جاتی ہے جس میں وہ عورتیں بھی آکر نوحہ کر رہی ہوتی ہیں جن کا لڑکی سے دور دور تک کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

اگر غیر اختیاری طور پر رونا آجائے تو اس پر کوئی کلام نہیں لیکن تکلف کے ساتھ رونا مناسب نہیں اور پہلے زمانے میں جو شادیاں ہوتی تھی ان کے بارے میں پڑھیں تو بہت زیادہ ایسا کچھ رونے رلانے کا ذکر نہیں ملتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ برِّ صغیر (ہندستان اور پاکستان) میں زیادہ رائج ہے۔اس نکاح میں وداعی کے وقت کسی کو روتے رلاتے نہیں دیکھا گیا جس سے بعض لوگوں کو بڑی حیرانی بھی ہوئی، وداعی بہت ہی پر سکون انداز میں ہوئی جو کہ بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

کہاں لکھا ہے کہ سنت ہے؟

وداعی کے وقت کسی نے لڑکی کے بھائی سے کہا کہ آپ دلہے سے گلے ملیں اور کہیں کہ میری بہن کا خیال رکھنا، اسے تکلیف نہ دینا وغیرہ نصیحت کریں کہ یہ سنت ہے تو لڑکی کے بھائی نے فوراً کہا کہ پہلے تو ثابت کیا جائے کہ یہ سنت ہے! اتنا سننا تھا کہ سامنے سے کہنے والا خاموش ہو گیا۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کئی باتوں کو لوگ سنت سے تعبیر کر دیتے ہیں حالانکہ سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہر بات کو اس طرح پکڑ کر سختی کرنے کی کیا ضرورت ہے تو ہم کہیں گے کہ بہت ضروری ہے، سختی نہ کرنے کا اور آزاد چھوڑ دینے کا ہی نتیجہ ہے کہ نکاح میں اتنی زیادہ چیزیں گھس آئی ہیں اور اسے مشکل سے مشکل بنا دیا ہے۔ سادگی سے نکاح کا یہی مطلب ہے کہ ہم واقعی اسے سادگی سے کریں، ایسا نہ ہو کہ بس نام ہو کہ ہم نے سادگی سے نکاح کیا اور اس میں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیں اور چھوٹی چھوٹی بات کہہ کر رسموں کو ادا کریں۔

نکاح میں سجاوٹ (Decoration)

شادیوں میں سجاوٹ بھی ایک بڑے خرچ والا کام ہے، ایک شادی میں لاکھ روپے کے قریب صرف سجاوٹ میں لگ جاتے ہیں! گھر کی سجاوٹ، گاڑی کی سجاوٹ اور پھر لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے پنڈال (Tent) وغیرہ کا انتظام کرنے میں لاکھ روپے کا خرچ آ ہی جاتا ہے اور پھر کچھ لوگ تو مہندی کے لیے الگ سجاوٹ، ہلدی کے لیے الگ اور نکاح کے لیے الگ کرتے ہیں اور شادی میں آئے لوگوں کے لیے ایک خاص جگہ تیار کی جاتی ہے جہاں وہ تصویریں (Selfies) لے سکیں۔ اس نکاح میں میں نے اپنے گھر کو یا گاڑیوں کو بظاہر نہیں سجایا، اس میں ایک روپے بھی خرچ نہیں کیا لیکن اصل میں یہی وہ سجاوٹ ہے جسے سادگی کہتے ہیں، جہاں آسانی ہوتی ہے اور سکون ہوتا ہے۔

لڑکی والوں نے بھی میانہ روی کے ساتھ شامیانہ وغیرہ کا انتظام کیا تھااور گھر کو بھی کعبہ نہیں بنایا تھا!

اس جملے "کعبہ نہیں بنایا تھا" پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح سے متعلق ایک روایت یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، قارئین ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سلمان فارسی کا نکاح

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کا نکاح ہے....., بارات میں آپ کے دوست احباب بھی دلہن کے گھر چلے....، گھر پہنچے تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اِن سے فرمایا:

"اللہ تعالی آپ لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، اب آپ لوگ لوٹ جائیں"

اور گھر کے اندر نہ جانے دیا جس طرح کہ بیوقوف لوگ اپنے دوستوں کو زوجہ کے گھر داخل کر لیتے ہیں۔

جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے گھر خوب سجا دھجا دیکھا تو فرمانے لگے کہ تمھارے گھر کو بخار آگیا ہے یا کعبہ شریف یہاں منتقل ہو گیا ہے؟

اہل خانہ نے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے دروازے پر لٹکے پردے کے سوا سارے پردے اتروا دیے پھر اندر داخل ہوئے اور وہاں بہت سارا سامان دیکھا تو پوچھا کہ اتنا سامان کس لیے ہے؟

گھر میں موجود لوگوں نے کہا کہ یہ آپ کے اور آپ کی زوجہ کے لیے ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے میرے خلیل محمد ﷺ نے زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی نہیں بلکہ اس بات کی نصیحت فرمائی تھی کہ تمھارے پاس دنیاوی مال صرف اتنا ہو جتنا مسافر کا زاد راہ ہوتا ہے۔ پھر آپ نے وہاں ایک خادم کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کے لیے ہے؟

گھر والوں نے کہا کہ یہ آپ کی اور آپ کی اہلیہ کی خدمت کے لیے ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے میرے خلیل ﷺ نے خادم رکھنے کی نصیحت نہیں فرمائی بلکہ صرف اسے روکنے کا فرمایا جس سے میں نکاح کروں اور فرمایا کہ اگر تم نے (سسرال والوں سے) مزید کچھ لیا تو تمھاری عورتیں تمھاری نافرمان ہو جائیں گی اور اس کا گناہ خاوند پر ہو گا اور عورتوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی!

پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے وہاں موجود عورتوں سے فرمایا کہ تم سب یہاں سے جاؤ گی یا یوں ہی میرے اور میری بیوی کے درمیان آڑ بنی رہو گی؟ وہ بولیں کہ ہم چلی جائیں گی۔

جب آپ اپنی بیوی کے پاس گئے تو فرمایا کہ: جو میں کہوں مانو گی؟

بیوی بولی: جی ہاں! میں آپ کی اطاعت کروں گی۔

پھر آپ نے فرمایا: مجھے میرے خلیل ﷺ نے نصیحت فرمائی ہے کہ جب اپنی بیوی کے پاس جاؤ تو اس کے ساتھ مل کر اللہ تعالی کی عبادت کرو، پھر دونوں میاں بیوی اٹھے اور جب تک ہو سکا اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف رہے، اس کے بعد حق زوجیت ادا کیا۔

(ملخصاً وملتقطاً: حلیۃ الاو لیاء و طبقات الاصفیاء، اردو ترجمہ بہ نام اللہ والوں کی باتیں، ج1، ص348، 349، ط مکتبۃ المدینۃ کراچی، س1434ھ)

کاش کہ ہم بھی اپنے نکاح میں دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر سنت مصطفی کی سادگی کو اپنائیں۔ اللہ تعالی ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سہرا

میں نے سہرا بھی نہیں پہنا تھا، سر پہ عمامہ تھا، آج کل دولہے کا سہرا بنانے میں بھی ہزاروں روپے خرچ ہو جاتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور پھر سہرے کو لے کر بڑی عجیب عجیب رسمیں بھی ادا کی جاتی ہیں جن کی کچھ تفصیل آیئے اِن سوالوں میں دیکھتے ہیں جو علمائے اہل سنت کے پاس بھیجے گئے، چنانچہ:

بحر العلوم، حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ شادی ہونے والے نوشہ کو سہرا باندھنے سے قبل پانچ لوگوں کے سر میں سہرا کو ٹیک کر پھر نوشہ کو باندھنا کیسا ہے؟ بلکہ میں نے پیر طریقت کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ان پر کیا حکم ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دولہا کو پھولوں کا سہرا پہنانا جائز ہے (بہار شریعت) باقی یہ تفصیل کہ کس طرح پہنے اور کون پہنائے اور پہننے سے پہلے کسی اور کو چھولائے یا نا چھولائے

اس کی تفصیل کہیں نظر سے نہیں گزری، آپ نے جو تفصیل ذکر کی اگر اس سے مقصد نیک فالی ہو تو ہرج نہیں اور اس کو ضروری سمجھنے یا اس سے کوئی غلط نیت ہو تو ممنوع ہونا چاہیے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج5، ص359)

فتاوی فیض الرسول میں سوال ہوا کہ کیا سہرا باندھنا جائز ہے؟ اور جو دیوبندیوں نے اسے شرک لکھا ہے وہ کیسے؟

جواب: علمائے اہل سنت کے نزدیک شادی میں پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے اور دیوبندیوں کا اسے شرک لکھنا ان کی جہالت قدیمہ ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج2، ص491)

فتاویٰ خلیلیہ میں سوال ہے کہ شادی بیاہ میں نوشہ کو سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ حضور ﷺ کو پسند ہے تو پھولوں کا ہار پہننا اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے فائدہ لینا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور جو ناجائز کہے اگر سچا ہے تو بتائے اللہ ورسول نے اس سے کہاں منع کیا ہے۔(فتاویٰ خلیلیہ، ج2، ص71)

اسی کی تیسری جلد میں ایک سوال ہے کہ شادی کے موقع پر دولہے کے سر پر سہرا باندھنا اور بازو میں دھاگہ اور کچھ موتیاں وغیرہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ حضور ﷺ کو پسند ہے،

فرماتے ہیں کہ:

حب الی من دنیا کم النسا والطیب (الحدیث)

یعنی تمھاری دنیا میں صرف دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی "نکاح اور خوشبو" اور کتب حدیث میں وارد کہ حضور ﷺ خوشبو کی چیز کو رد نہیں فرماتے تھے بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ جس کے سامنے خوشبو پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا بو اچھی ہے (مسلم) تو سہرا کے سر پر باندھیں یا ہار کہ گلے میں پہنیں ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ انھیں ایک دوسرے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا یا سر پر باندھنا، وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے تو اس قدر سے ممانعت یا حرمت یا ناجائز کہاں سے آگئی لہٰذا جائز ہے اور جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعتِ مطہرہ پر افترا کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے اللہ ورسول نے اسے کہاں منع فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہے، شرع کسی کی زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہے آدمی بزور زبان، بے دلیل شرعی حرام کہ دے۔ سہرا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ شرعاً ضروری و مستحب بلکہ ایک دنیاوی رسم ہے، کی تو کیا نہ کی تو کیا البتہ نلکیوں اور پنی والے سہرے ہار وغیرہ پہننا یا استعمال کرنا ممنوع ہے کہ مشرکین سے مشابہت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

(فتاویٰ خلیلیہ، ج3، ص237)

حضرت علامہ مفتی اجمل قادری رحمه الله تعالی سے سہرے کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا سہرا باندھنا جائز ہے؟

آپ رحمہ اللہ تعالی جواب میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں جواب سے پہلے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ شریعت کے اور جو مثل مقدمات ہیں ہدیۂ ناظرین کروں تاکہ اس مسئلے کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور اسی کے لیے ہی نہیں بلکہ دیگر مسائل کے لیے بھی یہ اصول انشاءاللہ کارآمد ثابت ہوں گے۔

(1) شریعت میں بعض احکام بالصراحت قرآن و حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں کہ جن سے بعض کا حرام ہونا بعض کا حلال ہونا معلوم ہو گیا مثلاً گائے کی حلت اور خنزیر کی حرمت اور دوسری قسم میں وہ کام ہے کہ جن کا نہ ظاہراً حلال ہونا معلوم ہو نہ ان کا صراحت حرام ہونا ثابت ہو یعنی ان کی حلت و حرمت یعنی حلال ہونے یا حرام ہونے پر جواز اور عدم جواز یعنی جائز یا ناجائز ہونے پر سکوت فرمایا ہے ان کے کرنے نہ کرنے کی بحث ہی نہ کی لہٰذا پہلے تو اس امر کا ثبوت پیش کرنا ضروری ہے کہ آیا شریعت میں واقعی کچھ ایسے امور ہیں جن کے لیے سکوت اختیار کیا گیا ظاہراً ان کا کوئی حکم منع فرمایا تو اس مضمون کے لیے ایک دو حدیث نہیں بلکہ متعدد احادیث ایسی ملتی ہیں جن سے فقہاے کرام نے استدلال کیا چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحلال ما احل الله فی کتابه و الحرام ما حرم الله فی کتابه و ما سکت عنه فهو مما عفا عنه

یعنی حلال وہ ہے جو خود اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام بنایا اور جس کا ذکر نہ فرمایا وہ اللہ تعالی کی طرف سے

معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں اس کا انکار کرنا ہمارے لیے
باعث عذاب نہیں۔

اسی مضمون کی تصدیق آیتِ قرآنی میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ایمان والوں! وہ باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم پر کھول دی جائیں تو تمھیں برا
لگے اور اگر قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ نے
اول سے معاف فرمائی ہیں، اللہ بخشنے والا مہربان ہے

دار قطنی میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله فرض فرائض فلا تضيعوها و حرم حرمات فلا تنتهكوها وحد حدود افلا تعتدوها و سكت عن اشياء من غير نسيان فلا تبحثوا عنها

بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی انھیں ہاتھ سے نہ دو اور کچھ حرام فرمائی
ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھی ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں
سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں خواہش نہ کرو

لہٰذا ان سے ثابت ہوا کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کا حکم دیتے تو لازم ہو جاتی اور
بہت سی ایسی کہ منع فرماتے تو ممنوع ہو جاتی پھر بندہ انھیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اس مالکِ مہربان
نے اپنے احکام میں اس کا ذکر نہ فرمایا اور یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ بھول اور عیب سے پاک ہے بلکہ

ہم پر مہربانی کے لیے کہ یہ مشقت میں پڑیں یہاں تک کہ آیتِ مذکورہ میں فرماتا ہے کہ تم ابھی اس کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھو گے تو حکم مناسب دیا جائے گا اور تم کو دقت و دشواری ہو گی تو اس آیت اور دونوں حدیثوں سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ بعض وہ چیزیں ہیں کہ جن کے لیے شریعت میں سکوت اختیار فرمایا گیا ہے۔

اب یہ امر غور طلب ہے کہ جن چیزوں کے لیے شریعت نے سکوت اختیار فرمایا ہے یہ جائز ہیں یا ناجائز تو ان کا حکم ضمناً اُس آیت و حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ ان کا کرنا معافی کا حکم رکھتا ہے اور ہم ان میں سے کسی کو کریں تو ہم پر کوئی مؤاخذہ نہیں لہٰذا یہ صراحتاً ثابت ہوا کہ اصل چیزوں میں مباح ہونا ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں پہلی حدیث کے متعلق افادہ فرماتے ہیں:

فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہوتا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

این دلیل است بر آنکہ اصل در اشیاء اباحت است

یعنی یہ دلیل اس کی ہے کہ اصل چیزوں میں مباح ہونا ہے بالجملہ قرآن و حدیث سے جس کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس چیز کی نسبت کچھ بھلائی یا برائی کا ثبوت نہ ہو وہ معاف، جائز، مباح، روا ہے، اس کے کرنے پر ثواب نہیں اور نہ کرنے پر عذاب نہیں ہوتا، ہم کو

اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو کر سکتے ہیں اور اگر نہ کریں تو ہرج بھی نہیں، اس کا فعل نہ ہمارے ذمہ ضروری اور اس کا ترک نہ ہمارے لیے حتمی ولازمی۔

شریعت میں کسی چیز کے جائز ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں اس کو حضور ﷺ یا صحابہ کرام یا تابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خود کریں یا کسی کو حکم دیں جب ہی وہ چیز جائز ہو گی ورنہ ناجائز بدعت شرک ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی مواہب اللدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز و عدم الفعل لا یدل علی المنع

یعنی کسی چیز کا کرنا تو اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے اور اس کا نا کرنا ممانعت کی دلیل نہیں،

نیز شاہ عبد العزیز صاحب اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں:

نہ کردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر

لہٰذا اگر کوئی چیز قرون ثلاثہ (شروع کے تین زمانوں میں یعنی حضور ﷺ کا زمانہ، صحابہ کا اور تابعین کے زمانے) میں کسی نے نہیں کی تو وہ ناجائز نہیں ہو گی اور اس کا نہ کرنا دو وجہ سے ہو سکتا ہے یا ان کے پاک مشاغل ضروریات کی ہی تکمیل کے لیے ہو، مباحات سے احتیاطاً پرہیز کیا ہو یا یہ فعلِ مباح اس زمانے میں نہ ہو، ان کے زمانے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اب اس پر کیا دلیل ہے کہ انھوں نے اس فعل کو ناجائز ہونے کی وجہ سے نہیں کیا۔

حاصل کلام کا ان تینوں امور پر تامل کرنے کے بعد ہر ناظر کو بغیر کسی پوشید گی اور خفا کے معلوم ہو جائے گا کہ یہ سہرا جائز ہے کہ قرآن و حدیث میں نہ اس کا صراحتاً حکم ہے نہ صراحتاً ممانعت، بلکہ شرع نے اس کے بارے میں سکوت فرمایا ہے تو یہ دوسرے نمبر کے اعتبار سے مباح، جائز، روا ہوا جیسے کسی حاجت کے لیے بخاری شریف کا ختم کروانا، نہایت لذیذ لذیذ طرح طرح کی غذائیں پلاؤ بریانی خشکہ غیلانی وغیرہ کھانا، بہت عمدہ لباس نئے نئے وضع کے پہننا، کپڑے کے لیے نئی تراش اچکنیں اور صدریاں قمیص زیب تن کرنا، دلہے کو جامہ پہنانا دلہن کو پالکی میں بیٹھانا اور اس کے علاوہ ولایتی بنی چیزوں کا استعمال کرنا، کیا منع کرنے والوں کی زبان کا نام شریعت ہے اگر اپنے قول کے سچے اور بات کے پکے ہیں تو بتائیں کہ ان چیزوں کا استعمال جو رات دن کرتے دیکھتے ہیں اور خود بھی کرتے ہیں تو کیا یہ جائز بدعت نہیں، کیا ان کا جائز ہونا کسی آیت و حدیث سے ثابت ہے، کیا ان کے لیے کوئی نص وارد ہوئی ہے کہ ان کو مثلِ فرض و واجب سمجھ کر کیا کرو؟ اگر نہیں ہے تو سب پر بدعت و گمراہی کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

واہ رے دلیری، اللہ تعالیٰ ان کو ہمارے لیے مباح فرمایا اور تم بدعت و شرک کا حکم لگا کر اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ پر تہمت اور افترا باندھتے ہو، ذرا خدا سے ڈرو۔ شریعت کا یہ قائدہ ہے کہ کسی چیز کے جائز ہوبے کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے اصل اشیا میں اباحت ہے، ہاں ناجائز ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

چنانچہ علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں:

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل

یعنی یہ کچھ احتیاط نہیں کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افترا کرو کہ حرمت و کراہت کے لیے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانا جائے کہ اصل وہی ہے۔

نیز اس مضمون کے موافق ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اور اس میں بہت ہی صراحت سے اس بحث کا خاتمہ کر دیا:

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ و اما القول بالفساد والکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ

یعنی یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلے میں صحت ہے اور فساد یا کراہت یا منع محتاج اس کا ہے کہ قرآن شریف یا حدیث یا اجماعِ امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے۔

ان اقوال سے ثابت ہو گیا کہ جائز کہنے والے کو دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں، ناجائز کہنے والے پر دلیل کا پیش کرنا لازمی و ضروری ہے لہذا اگر تم سہرا باندھنا ناجائز کہتے ہو تو قرآن و حدیث سے ثابت کرو کہ سہرا باندھنا ناجائز ہے اور کون سی آیت و حدیث میں صراحتاً سہرا باندھنے

والے کو گناہگار اور سہرے کو بدعت سے گنایا ہے، واللہ تم ہر گز ہر گز نہ دکھا سکو گے تو مسلمانوں میں کیوں فساد پیدا کرتے ہو۔

اب رہا سہرے کا ہندوؤں کے سہرے کے مشابہ ہونا تو اس امر کا سمجھنا ضروری ہے کہ کون سا تشبہ کفار کے ساتھ ممنوع ہے، در مختار میں بحر الرائق سے منقول ہے:

التشبہ بھم لا یکرہ فی کل شیء بل فی المذموم و فی ما یقصد به التشبہ

یعنی کفار سے تشبہ ہر چیز میں مکروہ نہیں بلکہ بری بات میں اور وہاں کہ اس میں مشابہت کا قصد کیا جائے لہذا نہ کسی کا سہرا باندھتے وقت یہ نیت ہوتی ہے کہ اس میں کفار سے مشابہت کی جا رہی ہے، نہ خود سہرا ممنوع ہے بلکہ اس کا مباح ہونا ثابت ہو چکا تو پھر خواہ مخواہ کہاں سے تشبہ بالہنود ہو گیا، علاوہ بریں ان کے سہرے میں اور مسلمانوں کے سہرے میں زمین آسمان کا فرق ہے کہ ان کے سہرے میں پنی، نلکی، گوٹا وغیرہ ہوتا ہے اور مسلمانوں کے یہاں صرف پھولوں کو لے کر ایک ڈورے میں پرو لیا جاتا ہے تو ذرا انصاف سے خدا کو سمیع و بصیر سمجھ کر کہنا کہ آیا اب مسلمانوں کے سہرے کو ہندوؤں کے سہرے سے مشابہت ہو گئی اور اگر پھر آپ تشبہ ثابت کریں تو آپ کے انگرکھے اچکن، صدری وغیرہ تمام کفار کے مشابہ ہو گئے تو ان تمام کو بھی ناجائز کہیے۔

خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ پھولوں کا سہرا بغیر پنی، نلکے، گوٹا، نہ شرعاً ممنوع نہ شرعاً واجب یا مستحب بلکہ جائز و مباح و روا ہے، اگر کسی نے باندھا تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور کسی نے نہیں باندھا تو

اس میں عذاب نہیں، جو کوئی اسے حرام، گناہ، بدعت، ذلالت بتائے وہ سخت جھوٹا بر سرِ باطل اور جو اسے ضرور و لازم اور ترک کو شرعاً موجب تشنیع جانے وہ نرا جاہل (فتاوی اجلمیہ، ج3، ص 371)

یہ تحقیق جو سہرے کے متعلق بیان کی گئی اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سہرا اگر پھولوں کا باندھا جائے تو یہ ایک مباح عمل ہے یعنی یہ کوئی ضروری نہیں اور نہ کوئی ثواب کا کام ہے اور اسے چھوڑنے پر یعنی نہ باندھنے پر کوئی گناہ بھی نہیں، اتنی تفصیل اس لیے بیان کی گئی تاکہ لوگ اس کی اصل حیثیت کو جانیں اور جو بدمذہب اسے حد سے بڑھ کر ناجائز و بدعت بلکہ شرک تک کہ جاتے ہیں ان کے قول کا رد کیا گیا ہے۔

اگر نکاح میں پھولوں کا سہرا پہنا جائے تو اس میں شرعاً کوئی ہرج نہیں, علمائے اہل سنت نے اس کا جائز ہونا ثابت کیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے صرف پھولوں کا سہرا ہو اور اسے لازم ضروری نہ سمجھا جائے۔ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے دولہے کا سحرا پہننا مباح ہے۔آیئے اس پر مزید کچھ تفصیل نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ایک تحقیقی بحث ہو جائے اور سحرے کے تعلق سے اس قدر تفصیل آپ کو اور کہیں نہیں ملے گی (اللہ تعالیٰ کے توفیق سے ہم نے اسے اس رسالے میں جمع کیا ہے)

ملک العلماء، حضرت علامہ مفتی ظفر الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سہرے کے متعلق سوال کیا گیا کہ سہرا باندھنا کیسا ہے؟

آپ لکھتے ہیں کہ سہرا صرف پھولوں کا ہو تو جائز ہے۔

(لعدم المانع والان الاصل فی الاشیاء الاباحة)

وہابیہ کو اس کا ناجائز ٹھہرانا، تشبہ بالکفار بتانا محض جہالت و خیال خام ہے، جو امر فی نفسہ شرعاً مذموم نہ ہو اس میں بلا قصد مشابہ ہونا منع نہیں ہے بلکہ اس نیت سے کرنا کہ کفار کی سی شکل پیدا ہو یا اگرچہ ارادہ نہ کریں مگر وہ فعل خود شعار کفار ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں تو ناجائز ہے اور اس کی بعض صورتوں پر "جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی ہو تو وہ انھیں میں سے ہے" بھی صادق کرنا اگر مطلقاً اشتراک موجبِ ممانعت ہو تو انگرکھا، کرتا، ٹوپی پہننا وغیرہ بھی حرام ہو جائیں کہ یہ سب ہنود بھی پہنتے ہیں مگر جس طرح وہاں پردے کا فرق کفایت کرتا ہے، یہاں بھی شعار نہ ہونا کافی ہے، در مختار میں ہے:

التشبه بهم لا یکره فی کل شیء بل فی المذموم و فیما یقصد به التشبه

(فتاوی ملک العلماء، ص4)

صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمه الله تعالیٰ لکھتے ہیں کہ سہرا باندھنے میں کوئی ہرج نہیں جب کہ اس قسم کا سہرا نہ ہو جو خاص ہندوؤں کی رسم ہے۔

(فتاوی امجدیہ، ج4، ص45)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ خالی پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے۔

(ملفوظات اعلی حضرت، ص97)

وقار ملت، حضرت علامہ مفتی وقار الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سہرے کے متعلق سوال کیا گیا، جواب میں آپ لکھتے ہیں کہ سہرا باندھنا مسلمانوں میں شادی کی رسم ہے اور رسموں کے بارے میں قانون یہ ہے کہ جن رسموں کی ممانعت قرآن و حدیث میں آگئی وہ رسمیں ناجائز ہیں اور جن کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں آئی وہ جائز، سہرے کی مخالفت پہ کوئی دلیل نہیں ہے، لہٰذا جائز ہے۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص350)

ایک اور سوال کے جواب میں آپ لکھتے ہیں کہ شادی میں پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے، شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ "اصل اشیاء میں اباحت ہے "یعنی اشیاء میں جواز ہے چنانچہ قرآن و حدیث میں جب تک کسی چیز کی ممانعت نہ ہو اس وقت تک وہ جائز ہے، ممانعت ہونے کے بعد ناجائز ہو جاتی ہے، یہ اصول فقہِ حنفیہ کی کتابوں میں متعدد جگہ لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین بن عابدین (شامی) متوفی 1252 ہجری نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ایک عنوان مقرر فرمایا:

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

بلکہ حدیث میں بھی یہ بات ہے جو کہ مشکوٰۃ میں ہے:

فما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عفو (مشکوٰۃ المصابیح، باب ما یحل اکلہ وما یحرم، الفصل الثالث، ص362)

یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا وہ حرام ہے اور جس چیز کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

حضرت علامہ کہف الوری مصباحی سہرے کے متعلق لکھتے ہیں کہ پھولوں کا سہرا باندھنے میں کوئی ہرج نہیں اس کے ذریعے لوگوں کو خوشبو پہنچا کر ان کو خوش کرنے کی نیت ہو تو اس میں ثواب بھی ہے کہ مومن کو خوش کرنا ثواب کا کام ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ اپنے مومن بھائی کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے یعنی اس میں بھی ثواب ہے کہ اس سے بھی قلبِ مومن کی تالیف ہوتی ہے۔

(فتاوی رضا دار الیتامی، ص 407)

حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ سہرا باندھنا جائز ہے، ہاں وہ سہرا جس میں نلکیاں ہوتی ہیں جو خاص ہندوؤں میں رائج ہے، ناجائز ہے۔

(فتاوی امجدیہ، ج 4، ص 11)

تنویر الفتاوی میں ہے کہ شادی کے موقع پر دلہے کو جو پھولوں کا سہرا باندھتے ہیں اگر یہ اس علاقے میں غیر مسلم کی ایسی رسم ہے کہ وہ ان کے مذہبی رسومات میں شامل ہو کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ غیر مسلم گھرانے کی شادی ہے تو وہاں مسلمان سہرا باندھنے سے اجتناب کریں تاکہ غیر مسلموں کے ساتھ تشبہ نہ آئے اور اگر اس علاقے یا عرف میں کسی بھی مذہب میں مذہبی رسومات میں شامل نہ ہو بلکہ اس معاشرے میں تمام لوگ (مسلم اور غیر مسلم) شادی کے موقع پر اس کو

صرف خوشی کے طور پر استعمال کرتے ہو تو پھر جائز ہے، کوئی قباحت نہیں اور کراہت نہیں کیونکہ اصل میں ہر چیز مباح (جائز) ہے، اگر کوئی کسی چیز کو حرام، مکروہ، فرض، واجب سنت یا مستحب کا حکم لگاتا ہے تو اس کے موافق دلیل لانا اس کے ذمے ہے۔

(تنویر الفتاوی، ص 91)

مذکورہ مکمل بحث کو اگر آپ پڑھ چکے تو غور کریں کہ علمائے اہل سنت نے اس مسئلے پہ کتنی تفصیل سے کلام فرمایا ہے، کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا مسئلہ ہے جس پہ شاید کوئی اس قدر طویل بحث کی توقع نہ کرے لیکن اس مسئلے میں کئی باتیں آگئی ہیں جنھیں اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ ہمارے پاس اس پر اور بھی حوالے موجود ہیں پر فی الحال یہاں اکتفا کرتے ہیں۔

شادیوں میں کیمرا

کیمرے کے بنا بھی آج کل شادیاں مکمل نہیں ہوتی، جب تک سیکڑوں کی تعداد میں دلہے دلہن کی فوٹو نہ لے لی جائیں جب تک سکون نہیں ملتا، پھر ویڈیو گرافی کے نام پر جو جو حرکتیں کی جاتی ہیں، بیان کرنا مشکل ہے۔

فوٹو اور ویڈیو کے نام پر بے حیائی کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے، ویڈیو بنوا کر پھر اس کی مکسنگ کرواتے ہیں جو کہ کسی فلم کی طرح ہوتی ہے، مناظر کے پیچھے گانے چل رہے ہوتے ہیں اور مناظر بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ہر طرف بے پردگی نظر آتی ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سب باتوں سے نکاح کو پاک کریں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نکاح میں یہ سب نہیں ہوا۔ نکاح کے وقت بھی میں نے کسی کو فوٹو یا ویڈیو لینے کے لیے مقرر نہیں کیا تھا کہ تمھیں فلاں وقت فلاں طرف سے ویڈیو یا فوٹو لینی ہے۔

لڑکی والوں نے بھی یہ سب نہیں کیا، ہاں یہ ہے کہ آج کل بیشتر لوگوں کے پاس کیمرے والا اسمارٹ فون ہے تو بعض لوگوں نے فوٹوز وغیرہ لی ہیں لیکن پردے کا اہتمام اور سادگی ایسی تھی کہ ان سب چیزوں کے لیے موقعے فراہم نہیں کیے گئے، پردے کا ذکر آگیا ہے تو اب اس پہ تھوڑی بات کر لیتے ہیں۔

شادیوں میں پردہ

پردے کی بات کریں تو آج کل کی شادیوں میں یہ صرف شامیانے (Tent) میں نظر آتے ہیں اور میز، کرسیاں وغیرہ میں پردے ڈال دیے جاتے ہیں اور دوسری طرف عورتیں بے پردہ نظر آتی ہیں! مردوں اور عورتوں کی مخلوط (mix) بھیڑ ہوتی ہے جہاں کوئی تمیز نہیں کی جاتی کہ کس سے کس کا پردہ کرنا فرض قرار دیا گیا ہے!

یہ مسلمانوں کی غیرت کہاں چلی گئی؟ اگر یہ کہا جائے کہ عقلوں پر پردہ پڑ چکا ہے تو غلط نہ ہوگا، افسوس کی بات یہ ہے کی وہ پڑھے لکھے لوگ جو خود کو دیندار کہتے ہیں، دعوے کرتے ہیں، فارغ التحصیل ہیں اور خواص میں شمار ہوتے ہیں وہ لوگ بھی شادیوں میں سب کچھ بالائے طاق رکھ کر جہالت پر اتر آتے ہیں، اب جب یہ حال ہے تو ہم عوام سے کیا امید رکھ سکتے ہیں؟

ہم نے کئی پڑھے لکھے لوگوں کے گھروں کی شادیوں کو دیکھا اور ان کے بارے میں سنا تو دل تڑپ اٹھا کہ جب یہ اس طرح کریں گے تو پھر ہم عوام کو کس منہ سے سمجھائیں گے۔ نکاح میں لاکھوں روپے خرچ کرکے اور ہر طرح کی رسموں کو ادا کرکے کہا جاتا ہے کہ ہم نے سادگی سے نکاح کیا، دراصل یہ سادگی کا نام بدنام کرنا ہے۔

اس نکاح میں پردے کا خاص اہتمام تھا اور وہ کچھ یوں کہ عورتوں اور مردوں کے لیے الگ انتظام تھا اور اہم بات یہ کہ بھیڑ بہت زیادہ جمع نہیں کی گئی تھی، زیادہ بھیڑ کا ہونا بھی ایک وجہ ہے کہ ہم نکاح کو آسان نہیں کر پا رہے ہیں، جتنے زیادہ لوگ جمع ہوں گے اتنی ہی مشکلیں بڑھیں گی، ہر کام پیچیدہ ہو جائے گا اور سب کو سمجھانا ناممکن سی بات ہے۔

آپ خود سوچیں کہ ایک باپ کے لیے اپنے بیٹے کو سمجھانا مشکل ہو چکا ہے، سالوں اس کے پیچھے لگنے کے بعد اس کے سر پر ٹوپی رکھوانے میں کامیابی نہیں مل رہی تو ایسے میں اگر آپ سوچتے ہیں کہ بھیڑ جمع کر کے سب کی اصلاح کر لیں گے اور وہ بھی اسی دن تو یہ خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں بلکہ الٹا ہو گا یہ کہ معاملہ آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا، آپ جتنے لوگوں کو بلائیں گے وہ سب ایک الگ ذہن کے ساتھ آپ کے معاملے میں بھی شامل ہوں گے اور مشکلیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اس نکاح میں دلہن کے لیے جو پردے کا اہتمام تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بارات میں 11-10 مرد گئے تھے ان میں سے کسی نے دلہن کا چہرہ نہیں دیکھا!

مسافت اتنی تھی کہ واپسی میں 16 گھنٹے کے قریب ہم سفر میں رہے اور راستے میں ہم نے نماز پڑھی، کھانا کھایا اور پھر آرام بھی کیا لیکن کسی نے چہرہ تک نہیں دیکھا۔

بارات واپس گھر پہنچی تو گاڑی بالکل گھر کے دروازے پہ لگائی گئی، میں گاڑی سے اترا تو دیکھا سامنے کچھ عورتیں جمع ہیں جو شاید کچھ رسموں کو ادا کرنا چاہتی ہیں لیکن مجھے پتا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

میں نے اپنی بیوی کو گاڑی سے اتارا اور اس کا نام پکارتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا، اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر اسے تھام کر میں آگے بڑھا تو سب کنارہ پکڑنے لگے، میں سیدھا بنا رکے کمرے تک گیا اور اندر جا کر دروازہ بند کر دیا، اس طرح کئی رسموں سے چھٹکارا مل گیا، ویسے تو پہلے سے ہی تنبیہ کر دی گئی تھی کہ ایسی ویسی کوئی رسم ادا نہیں کی جائے گی لیکن جب کچھ لوگ جمع ہو جائیں تو اچانک بہت کچھ ایسا ہو جاتا ہے کہ جس کی ہم نے توقع نہیں کی ہوتی۔

دلہن کو دیکھنے دکھانے کے بارے میں جو آج کل طریقہ رائج ہے وہ بہت غلط ہے، کوئی بھی کہیں سے بھی دلہن کو دیکھنے چلے جاتا ہے، دلہے کے دوست، اس کے بھائی، اس کے بھائی کے دوست، رشتہ داروں میں مردوں میں کوئی بھی جا کر ملنے کے بہانے تحفے وغیرہ دیتا ہے، ہنسی مذاق تک کرنے لگتے ہیں اور پھر تصویریں (Selfies) وغیرہ لے کر اسے عام کر دیتے ہیں، میں نے ان سب پر ایسی پابندی لگائی تھی کہ کوئی مرد دیکھنے کو نہیں آیا چاہے وہ گھر کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

محلے بلکہ آس پاس کے علاقوں تک یہ باتیں ہونے لگی کہ فلاں اپنی بیوی کسی کو دیکھنے نہیں دے رہا ہے، میں نے تو مردوں پہ پابندی لگائی تھی لیکن یہ اس طرح تھی کہ عورتیں بھی آنے سے پہلے سوچتی تھیں کہ دیکھنے جائیں یا نہ جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی منع کر دیا جائے۔ کچھ ہفتوں

تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ دو تین عورتیں آتیں اور میری والدہ سے جا کر اجازت مانگتی پھر میری والدہ مجھے بتاتی پھر میرے کہنے کے بعد کوئی کمرے میں داخل ہوتا۔

یہ سب کو بہت عجیب لگ رہا تھا، طرح۔طرح کی باتیں ہونے لگی کہ آخر یہ کیسا طریقہ ہے اور عجیب لگناہی تھا کہ جہاں ایک طرف دلہن کو کھلے عام شادی گھروں میں اسٹیج پر بیٹھادیا جاتا ہو اور دیدار عام کروایا جاتا ہو تو ایسے میں اس طرح پردے کی پابندی دیکھ کر عجیب لگنا کوئی عجب نہیں۔

(آج شادی کے 2 مہینے مکمل ہو چکے ہیں اور میں یہ لکھ رہا ہوں، آج تک کوئی مرد، یہاں تک کہ قریبی رشتہ داروں میں کوئی بھی کمرے تک نہیں آیا کہ چلو دلہن کو دیکھ کر آئیں)

شادیاں اور نماز

نکاح اور اس جیسی دوسری محفلوں اور تقریبات وغیرہ میں نماز کی ادائیگی کو لے کر لوگ کافی سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہوں وہ بھی ایسے موقعوں پر نماز قضا کر دیتے ہیں، ہر چیز کا انتظام تو کر لیتے ہیں لیکن نماز کے معاملے میں بے فکر نظر آتے ہیں۔

اس نکاح میں جہاں تک ہو سکا نماز کی ادائیگی پہ توجہ دی گئی، خاص کر میں اور میری بیوی نے کوشش کی کہ نماز قضا نہ ہو۔ ادھر سے جاتے وقت چونکہ رات کا وقت تھا اور سفر سنسان علاقوں میں ہو رہا تھا، ہم نے آبادی والا علاقہ تلاش کیا لیکن بہت تلاش کے باوجود نہ ملنے پر ایک جگہ جنگل کے درمیان سے گزر رہے راستے پر ہی قیام کیا جہاں ایک دو گھر نظر آرہے تھے اور وہیں میں نے نماز ادا کی۔

واپسی کے وقت چونکہ ٹھنڈ کا موسم تھا تو کوہرا (کہاسا) بہت زیادہ تھا، اتنا زیادہ کہ آگے راستہ بھی بہ مشکل نظر آرہا تھا تو ایسے میں ہمیں ایک جگہ گاڑی روک کر کہاسے کے کم ہونے کا انتظار کرنا پڑا اور وہیں ہم نے عشا کی نماز ادا کی۔

ایک قابل ذکر واقعہ

بارات واپس آرہی تھی، راستہ میں فجر کی نماز کا وقت ہو گیا، میں نے کافی دیر تک کسی مناسب جگہ کو تلاش کیا پھر جب وقت کم باقی رہ گیا تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی روک دے تاکہ ہم کوئی بھی صاف سی جگہ دیکھ کر نماز ادا کر لیں۔

ڈرائیور نے کہا کہ تھوڑی ہی دوری پر ایک آبادی والا علاقہ ہے جہاں ایک مسجد بھی ہے تو آپ وہاں پر نماز ادا کر لیجیے گا، پھر ہمارے وہاں تک پہنچنے میں فجر میں بہت کم وقت باقی رہ گیا تھا، گاڑی جیسے ہی مسجد کے پاس رکی تو میں نے اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور ہم دونوں نے مسجد میں نماز ادا کی لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، مجھے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی لگا تھا کہ ہم دونوں کا ایک ساتھ مسجد میں جانا لوگوں کو عجیب لگے گا اور یہی ہوا کہ جب ہم باہر نکلے تو بعض لوگوں کے چہرے کے نقشے بدلے ہوئے تھے اور کئی طرح کی باتیں ہونے لگی تھی۔

ایک عورت کو مسجد میں جا کر نماز پڑھتا دیکھ کچھ لوگوں کو کافی حیرانی ہوئی تھی اور ہونی بھی تھی کہ انھوں نے ایسا پہلی بار دیکھا تھا۔ جب میرے سامنے یہ بات لائی گئی تو میں نے سمجھانا شروع

کیااور پھر اسی پر بحث شروع ہو گئی، بالآخر سب کو خاموش ہونا پڑااور میں نے تھوڑے سخت لہجے میں لوگوں کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی اور پھر اسی ضمن میں شادی کو مشکل بنانے والی رسومات کارد کیا گیا۔

مخالفت کے لیے تیار رہیں

یہ بتادیناچاہتاہوں اور کئی لوگوں کا سوال بھی ہے کہ جس طرح رواج ہے اس کے خلاف جا کر نکاح کو آسان کیسے کیا جائے؟ یعنی ایک شخص آخر کس طرح ان چیزوں پر پابندی لگائے اور یہ کام کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اپنے آپ کو مخالفت کے لیے تیار رکھیں، ہر کوئی آپ کو نہیں سمجھے گا تو ہر کسی سے امید بھی نہ رکھیں کہ یہی امیدیں تکلیف کا سبب بنتی ہیں، جو آپ کو سمجھتے ہیں، آپ کا ساتھ دیتے ہیں بس انھیں ساتھ لے کر اللہ کی ذات پہ اعتماد رکھتے ہوئے آگے بڑھیں اور مخالفت میں چاہے کوئی بھی آجائے، اس کی پرواہ نہ کریں۔

اس نکاح کو میں نے آسان بنانے کے لیے کئی مشکلوں کا سامنا کیا ہے جنھیں صرف میں اور میرا رب جانتا ہے، کبھی تو ایسا لگا کہ اب تھک کر گر جاؤں گا لیکن اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور میں اس مقصد میں کامیاب ہوا۔

یاد رکھیں کہ آپ کی مخالفت میں وہ لوگ بھی آسکتے ہیں جن سے آپ کو توقع ہو کہ وہ آپ کا ساتھ دیں گے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مخلافت کرنے کے ساتھ ساتھ وہ آپ کو روکنے کی بھی

پوری کوشش کریں گے اور آپ کی راہ میں مسائل پیدا کریں گے تاکہ آپ اپنے مقصد کو چھوڑ کر پھر اسی الٹی دوڑ میں دوڑنا شروع کردیں جدھر سب دوڑ رہے ہیں۔

آپ سب کو راضی نہیں کر سکتے

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ گھر والوں، رشتہ داروں، پڑوسیوں وغیرہ سب کو راضی کر کے اور ان کی باتوں پر عمل کر کے آسانی سے نکاح کریں تو یہ ایک خواب تک ہی ٹھیک ہے کیونکہ آپ کسی بھی طرح سب کو راضی نہیں کر سکتے۔ ہم نے دیکھا کہ لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی لوگوں کی زبان پر شکایتیں ہوتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ کو راضی کرنے کی فکر کریں اور باقی باتوں پر خاص توجہ نہ دیں۔

میں نے اس طرح نکاح کر کے لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے، میرے ساتھ بھی کئی لوگوں کی خواہشات جڑی ہوئی تھی جنھیں میں نے پورا نہیں کیا، میں نے ان سے معافی مانگ لی اور وہ کیا جو مجھے کرنا تھا، جہاں میری عرض کو رد کیا گیا وہاں مجھے اپنا فیصلہ سنا کر اپنے اختیار کو استعمال کرنا پڑا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ وہ باتیں بھی لکھ دوں جو میں نے لڑکی والوں یا اپنے گھر والوں سے کیں تاکہ اس سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچے جو اس تشویش میں رہتے ہیں کہ آخر فریقین (دونوں طرف کے لوگوں) سے کس طرح بات کر کے اپنا ارادہ بتایا جائے اور اپنی سوچ ان کے سامنے رکھی جائے۔

لڑکی والوں سے بات ہوتی ہے

لڑکے والے جب میرے گھر آئے تو پہلے ایک دوسرے کے بارے میں تعارفی گفتگو پھر کاروبار، خاندان اور گھر مکان وغیرہ کے متعلق باتیں ہوئی۔اس کے بعد کھانا پینا ہوا پھر جب ان کی واپسی کا وقت قریب آگیا تو میں نے ایک کمرے میں انھیں اور اپنے گھر والوں سب کو جمع کیا اور کہا کہ:

مجھے آپ سب سے کچھ باتیں کرنی ہے (یہ سن کر سب سننے کے لی تیار ہو گئے، پھر میں نے کہا) میرے والدین کی پسند میری پسند میں ہے اور انھوں نے کہہ دیا ہے کہ جب تمھیں پسند ہے تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں اور پھر میں بات کروں اپنی تو (میں نے لڑکی کا نام لیتے ہوئے کہا کہ) میں "ایس عطاریہ" کو (اس کی دینداری اور علم کو) جانتا ہوں، وہ مجھے پسند ہے (یہ میں نے لڑکی والوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، پھر کہا کہ) اب یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں، ہماری طرف سے بات مکمل ہو گئی ہے اور آپ نے جب مجھے اور میرے گھر وغیرہ کو دیکھ لیا ہے تو بس اب اہم یہ ہے کہ آپ کی رائے کیا ہے، آپ چاہیں تو ابھی یا یہاں سے جانے کے بعد سوچ سمجھ کر جواب دے سکتے ہیں۔"

یہ سننے کے بعد انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، ہم واپس جانے کے بعد گھر میں تمام لوگوں کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کریں گے اور پھر جواب دیں گے لیکن میں نے اپنی بات یہاں ختم نہیں کی بلکہ پھر کہا کہ:

"کچھ اور باتیں ہیں جنھیں جان لیجیے، اس کے بعد ہی فیصلہ کیجیے گا......"

میں نے کہا کہ میں سادگی کے ساتھ نکاح چاہتا ہوں اور سادگی کا مطلب یہ ہے کہ بالکل سادگی کے ساتھ اور وہ کچھ یوں کہ شادی میں کسی قسم کی کوئی لین دین نہیں ہوگی اور شادیوں کو لے کر جتنی بھی رسمیں رائج ہیں ان سب سے پرہیز کیا جائے گا اور بارات میں بھی 20 کے قریب لوگ آئیں گے۔

اتنا کہنے کے بعد میں نے اپنی بات کو ختم کیا تو لڑکی کے والد صاحب بہت خوش ہوئے اور میرے لیے تعریفی کلمات کہے اور انھوں نے کہا کہ ہم ضرور آپ کا اس نیک کام میں ساتھ دیں گے اور پھر وہی ہوا کہ لڑکی والوں نے بہت ساتھ دیا اور اس نکاح کو "ایک نکاح ایسا بھی" بنانے میں بھرپور تعاون کیا۔ واپس جانے سے کچھ ہی دنوں بعد ان کی جانب سے مثبت جواب آیا اور پھر نکاح کی تاریخ طے ہوئی، اس کے بعد کی کہانی میں بیان کر چکا ہوں، اب کچھ اور باتیں ہیں جنھیں بیان کر کے اس کہانی کو مکمل کروں گا۔

لڑکی زیادہ دیکھنا - نکاح مشکل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی

ایسا سننے اور دیکھنے کو ملتا ہے کہ کئی کئی سالوں سے لوگ نکاح کی کوشش کر رہے ہیں لیکن نکاح نہیں ہو رہا ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں جن کو ہم بیان کریں گے، ایک وجہ ہے لڑکی زیادہ دیکھنا یعنی کئی خوبیاں ایک ہی لڑکی میں تلاش کرنا۔

میں نے لڑکی کو بنا دیکھے نکاح کیا! اور ایک طرح سے کہوں تو بہت اچھی طرح دیکھ کر نکاح کیا، اب جو نہیں دیکھا وہ ظاہری چہرہ تھا اور جو دیکھا وہ دینداری تھی کہ جس کو دیکھنے کا حکم ہمیں دیا گیا ہے۔

نکاح طے ہو چکا تھا تب تک میں نے لڑکی کو نہیں دیکھا، نہ تصویر میں اور نہ سامنے حتیٰ کہ آج کل جس طرح لڑکے والوں کی طرف سے لوگ لڑکی دیکھنے جاتے ہیں، یہ بھی میں نے نہیں ہونے دیا کیونکہ اصل شے جو مقصود تھی وہ ہمیں مل چکی تھی یعنی "دینداری" پھر دوسری چیزوں کو دیکھنا اور لوگوں کو دکھانا پھر انھیں کئی طرح کی باتیں نکالنے کا موقع دینا مجھے درست معلوم نہیں ہوا۔اس بات سے میرے کچھ اپنوں کو تکلیف بھی ہوئی لیکن یہاں یہ ایک اضافی رسم تھی جسے ادا کرنے سے نکاح میں تاخیر ہوتی اور شاید مشکلیں بھی بڑھ جاتی۔

دیکھنے دکھانے کا جو طویل سلسلہ آج کل شادیوں میں رائج ہے، یہاں ایسا نہیں ہوا، بس ایک بار لڑکی والوں کی طرف سے کچھ لوگ دیکھنے آئے اور پھر لڑکے والے سیدھا بارات لے کر پہنچے۔

لڑکی والوں نے یہ پیشکش کی کہ ہماری طرف سے کچھ لوگ ان کے گھر جائیں اور دیکھ کر آئیں لیکن صورت حال یہ تھی کہ لڑکی مجھے پسند تھی اور اس کی دینداری اچھی طرح معلوم ہو چکی تھی پھر مزید کچھ دیکھنے دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا بلکہ نقصان نظر آرہا تھا اور وہ یہ کہ جن کو نہیں دیکھنا وہ بھی دیکھتے، جو نہیں دیکھنا تھا وہ بھی دیکھا جاتا، جن کا دیکھنا ضروری نہیں وہ بھی دیکھ کر اپنی رائے دیتے جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ایسا ہوتا ہے کہ رشتہ طے ہونے والا ہوتا ہے کہ لڑکے

کی بہن کہتی ہے کہ مجھے لڑکی پسند نہیں، لڑکے کی بھابی کہتی ہے کہ لڑکی کا قد چھوٹا ہے، رنگ صاف نہیں، ناک چپٹی ہے تو موٹی زیادہ ہے اور پھر کبھی ماں کہتی ہے کہ جوڑی جم نہیں رہی، لڑکی کی عمر زیادہ ہے وغیرہ اور انھیں سب باتوں سے نکاح میں تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے۔

میں کے لڑکی والوں کی پیشکش پر کہا کہ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ ہماری طرف سے بات مکمل ہے تو پھر ہمارا جانا بس ایک رسمی طور پر ہو گا اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ مرحلہ میں نے بیچ میں سے نکال کر نکاح کو مزید آسان بنانے کی کوشش کی اور کامیاب رہا۔

دینداری کو مقدم نہ رکھنا

ایک وجہ ہے دینداری کو آخر میں رکھنا یعنی بات تو دینداری کی کرنا لیکن دوسری چیزوں کو اس سے پہلے دیکھنا اور فیصلہ بھی انھیں چیزوں کی بنیاد پے کرنا، مثال کے طور پر لڑکی یا لڑکے کی دینداری تو پسند آگئی لیکن رنگ روپ اور مال و دولت یا کسی اور وجہ سے رشتہ نہیں ہو پایا تو پھر دینداری کو مقدم کہاں رکھا گیا؟

اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ پہلے تمام باتیں ہو جاتی ہیں، فیصلہ بھی تقریباً لے لیا گیا ہوتا ہے اور اس کے بعد دینداری کو لایا جاتا ہے کہ فقط اس کا ذکر کر دیا جائے، لڑکی یا لڑکے کے بارے میں پہلے معلوم کیا جاتا ہے کہ دکھتا یا دکھتی کیسی ہے، مالی اعتبار سے کس حالت میں ہے، ظاہری حسن کیا ہے اور پھر آخر میں دینداری کے نام پر بس اتنا کہہ دیا جاتا ہے کہ ہاں "عربی پڑھی ہے اور نماز روزہ

کرتے ہیں" اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ نہ عربی صحیح سے پڑھی ہوتی ہے اور نہ نماز کے مسائل صحیح سے معلوم ہوتے ہیں تو پھر دینداری کو مقدم کہاں رکھا گیا؟

دونوں طرف سے ہی دینداری کی بات ہو رہی ہوتی ہے لیکن سب سے آخر میں، ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ دینداری دیکھنے والے خود نہیں جانتے کہ اس کا صحیح مطلب کیا ہے، دونوں ہی بس اپنی اپنی پسند کے غلام ہوتے ہیں اور اگر کہیں اپنے نفس کے خلاف جانا پڑے تو یہ بہت گراں گزرتا ہے۔

آج کل تحریری شکل میں پہلے جو معلومات بھیجی جاتی ہیں اس(Bio Data) میں بھی دینداری کے حوالے سے اکثر کچھ لکھا نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو بس ایک دو جملے لکھ دیے جاتے ہیں کہ نماز روزہ کرتے ہیں..... وغیرہ اور اپنے بارے میں یا اپنی پسند کے بارے میں لکھتے ہوئے بھی اس کا ذکر نہیں کرتے اور کرتے ہیں تو.... وہی ایک دو جملے جب کہ دوسری باتیں بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں کہ کتنی عصری تعلیم حاصل کی ہے، انگریزی کتنا جانتے ہیں، کمپیوٹر چلانے کے لیے کون سا کورس کیا ہے، کہاں کہاں جاب کی، کتنا تجربہ ہے، کتنا پڑھا لکھا خاندان ہے اور پھر کیسے رشتے کی تلاش ہے، اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اتنی عصری تعلیم چاہیے، ہائٹ اتنی چاہیے، عمر اس سے زیادہ نہ ہو، خوبصورت ہو، مال و دولت اتنی ہو اور فیملی میں اتنے لوگ ہوں وغیرہ۔

دینداری دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسے دیکھا جائے اور باقی دوسری چیزوں میں اگر کوئی کمی ہے تو اس کی وجہ سے رشتہ کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں کیونکہ کامل(Perfect) کوئی بھی نہیں ہوتا، سب میں کمیاں ہیں، آپ یہ دیکھیں کہ دینداری جیسی خوبی موجود ہے۔

جہیز

جہیز لینے دینے کا بہت غلط طریقہ ہمارے معاشرے میں رائج ہو گیا ہے،اس میں مطالبہ تو ہونا ہی نہیں چاہیے تھا، یہ لڑکی والوں پر ہے کہ اپنی بیٹی کو جو چاہے دیں اور جہیز لڑکی کی ہی ملکیت (Property) ہوتی ہے، اس پہ کسی کا حق نہیں کہ بنا لڑکی کی اجازت کے اس میں تصرف کرے۔ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ کئی لوگ تو اب اسے برا ہی نہیں سمجھتے بلکہ ایسا تک سننے کو ملا کہ جس لڑکے نے جہیز اور نقدی وغیرہ لینے سے انکار کیا تو اس لڑکے پر ہی سوال اٹھنے اور اس طرح کی باتیں کی جانے لگی کہ شاید لڑکے میں کوئی کمی ہو گی،اس لیے مطالبہ نہیں کیا گیا ہے ! یہ ایسا ہی ہے جیسے بینڈ باجے کو لے کر ہوا کہ سنیوں میں یہ اتنا زیادہ رائج ہو گیا کہ جہاں بنا بینڈ باجے کے بارات گئی تو اسے بد مذہب سمجھا جانے لگا۔(اللہ سنیوں کے حال پر رحم فرمائیں)

جہیز ایک بہت پیاری سنت ہے اور اسے ادا کرنے کا ایک طریقہ بھی ہے لیکن اب اسے اس طرح ادا کیا جا رہا ہے کہ کئی لوگ اسے "لعنت" تک کہہ رہے ہیں جو کہ نہیں کہنا چاہیے، جہیز کو لعنت کہنا درست نہیں،اس سے پرہیز کیا جائے۔

خوشی سے جہیز

جہیز دینے کا ایسا رواج چل رہا ہے کہ بس دینا ہے تو دینا ہے اب چاہے اس ک لیے قرض لیناپڑے یا گاؤں گاؤں، شہر شہر گھوم کر بھیک مانگنی پڑے۔

ہم بات کر رہے تھے مطالبے کی تو اگر لڑکے والے مطالبہ نہ بھی کریں تو لڑکی والوں کو پتا ہوتا ہے کہ اتنا سامان دینا ہوگا، اگرچہ مطالبہ نہیں ہوا ہے اور اسے خوشی کا نام دے دیا جاتا ہے کہ لڑکی والوں نے خوشی سے جہیز دیا لیکن یہ مجبوری ہوتی ہے جس پہ خوشی کا لیبل لگا دیا ہے۔

"ہمیں کچھ نہیں چاہیے" کہنے والے خطرناک لوگ

یہ جملہ کہنے والے کہ "ہمیں کچھ نہیں چاہیے" اچھے بھی ہوتے ہیں کہ جنھیں واقعی لالچ نہیں ہوتی لیکن کئی لوگ اس جملے کو سامنے رکھ کر ایک کھیل کھیل رہے ہوتے ہیں کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور وہ اس طرح کہ بظاہر تو کہتے ہیں کہ کچھ نہیں چاہیے لیکن نہ ملنے پہ بڑی باتیں ہونے لگتی ہیں اور پھر لڑکی والوں کے لیے یہ جملہ تھوڑی دیر ک لیے راحت کا سامان بنتا ہے پھر اگلے ہی پل یہ باتیں سامنے آتی ہیں کہ جب لڑکے والوں نے کچھ مانگا نہیں ہے تو ہمیں چاہیے کہ اچھے سے سامان جمع کر کے دیں اور پھر یہ کہ جو باراتی آئیں گے ان کے لیے اچھے سے اچھا انتظام کرنا ہوگا ورنہ لوگ کہیں گے کہ ہم نے کچھ نہیں لیا تھا تو کم سے کم باراتیوں کے

لیے اچھا انتظام تو کرنا چاہیے تھا، یعنی یہ جملہ بجائے آسانی کا سامان بننے کے مشکل کو بڑھادیتا ہے اور لڑکی والوں کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔

جہیز کی شرعی حیثیت

مسلمانوں میں یہ رواج عام ہو گیا ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکی والوں سے جہیز کی مانگ کی جاتی ہے، اب تو بالکل کھل کر کہا جاتا ہے کہ ہمیں ایک لاکھ روپے اور ایک گاڑی چاہیے۔

لڑکی والوں کی جان اتنے میں بھی نہیں چھوٹتی بلکہ سیکڑوں باراتیوں اور رشتہ داروں کے نخرے بھی اٹھانے پڑتے ہیں جس میں لاکھ روپے خرچ ہونا عام بات ہے۔ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ لڑکی والے ایک لاکھ روپے دینے کو تیار ہیں لیکن گاڑی دینے کی طاقت نہیں رکھتے تو اس وجہ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے ! اسے ہم نکاح نہ کہہ کر سودا کہیں تو زیادہ اچھا ہو گا۔

شریعت میں جہیز کی مقدار طے کرنا بلکہ مقدار نہ بھی معین ہو کہیں شادی کرتے وقت جہیز کا مطالبہ ہی کرنا یا شادی ہو جانے کے بعد مطالبہ کرنا، یہ سب حرام ہے۔ یہ رشوت مانگنا ہے اور جو مال لیا مالِ حرام لیا، فرض ہے کہ اسے واپس کرے، اس کو استعمال میں لانا حرام ہے۔

شامی میں ہے:

جعلت المال علی نفسها عوض عن النکاح و فی النکاح العوض لا یکون علی المراۃ (ج5، ص701)

(انظر: مقالاتِ شارح بخاری، ج1، باب سوم، جہیز کی شرعی حیثیت، ص387)

جہیز یا کباڑ؟

سنت کی ادائیگی الگ چیز ہے پر جس طرح آج کل جہیز دینے کا رواج ہے یہ الگ چیز ہے، یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ دکھاوے کو یہاں کافی دخل ہوتا ہے یعنی لڑکی والے دکھانا چاہتے ہیں کہ انھوں نے اتنا سامان دیا ہے اور اگر نہ دیں تو برادری میں جیسے ان کی ناک کٹ جاتی ہے اور پھر لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ بھی ہوتا ہے اور نہ ہو تو بھی یہ ذہن بنا ہوا ہے کہ جو چل رہا ہے وہ تو دینا ہی پڑے گا، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ کچھ نہ دیں پر وہی دیں کہ جو فائدے مند ثابت ہو، فقط دکھاوے کے لیے ایک رسم ادا نہ کریں۔

حکیم الامت، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی کی یہ باتیں پڑھیں جو ہم اب نقل کرنے جا رہے ہیں اور ذرا سوچیں کہ کیا واقعی ہم جہیز کی سنت ادا کر رہے ہیں یا پیسے برباد کر کے کاٹھ کباڑ دے رہے ہیں جو کوئی خاص کام آنے والا نہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ دلہن والے مصیبت اٹھا کر پیسہ برباد کر کے کاٹھ کباڑ یعنی میز و کرسیاں وغیرہ لڑکی کو دے دیتے ہیں مگر دلہا کا گھر اتنا تنگ اور چھوٹا ہوتا ہے کہ وہاں رکھنے کی جگہ نہیں اور اگر دلہا میاں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں تو جب دو چار دفع مکان بدلنا پڑتا ہے تو یہ تمام کاٹھ کباڑ

ٹوٹ پھوٹ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ جتنے روپے کا جہیز دیا گیا اگر اتنا روپیہ دیا جاتا یا ان روپیوں کی کوئی دکان یا مکان لڑکی کو دیا جاتا تو لڑکے کے کام آتا اور اس کی اولاد عمر بھر آپ کو دعائیں دیتی اور لڑکی کی بھی سسرال میں عزت ہوتی اور اگر خدا نہ کرے کہ کبھی لڑکی پر کوئی مصیبت آتی تو اس کے کرائے سے اپنا برا وقت نکال لیتی۔

جہیز کا مطالبہ کرنے کا ایک نقصان

جہیز کا مطالبہ کرنے والے اپنی عزت کو اپنے ہاتھوں نیلام کرتے ہیں، کچھ سامان اور پیسوں کے لیے اپنے وقار اور اپنے مرتبے کو زمین بوس کر دیتے ہیں اور بعد میں خود رونا روتے ہیں کہ ہماری عزت نہیں ہوتی، حضرت سلمان فارسی کا ایک قول آپ نے اس روایت میں پڑھا ہو گا جسے ہم بیان کر چکے کہ "مجھے میرے خلیل ﷺ نے خادم رکھنے کی نصیحت نہیں فرمائی بلکہ صرف اسے روکنے کا فرمایا جسے سے نکاح کروں اور فرمایا کہ اگر تم نے (اپنے سسرال والوں سے) مزید کچھ لیا تو تمھاری عورتیں تمھاری نافرمان ہو جائیں گی اور اس کا گناہ خاوند (Husband) پر ہو گا اور عورتوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہو گی۔

اس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ لڑکی والوں سے مطالبہ، لڑکے والوں کی عزت کم کر دیتا ہے پھر لڑکی بھی نافرمان ہو جاتی ہے اور ازدواجی زندگی بس لڑائی جھگڑوں کا گھر بن کر رہ جاتی ہے، اگر مطالبہ کرنے والے چاہتے ہیں کہ ان کی بیویاں فرمانبردار رہیں تو یہ بہت مشکل ہے۔

ایک واقعہ

ایک شادی ہوئی جس میں لڑکے والوں نے 2 لاکھ روپے اور کافی سامان لیا تھا، کچھ دنوں کے بعد گھر میں لڑائی ہوئی اور بات اتنی بڑھ گئی کہ لڑکے کی ماں نے لڑکی کو گھر سے باہر نکلنے کو کہا جس پر لڑکی نے فوراً کہا کہ "میں ایسے نہیں نکلنے والی، جو 5 لاکھ روپے لیے ہیں وہ اور سارا سامان لے کر جاؤں گی!"

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ مطالبہ کوئی اچھی بات نہیں، یہ اچھے لوگوں کا کام نہیں، اس سے آپ کو فائدہ نہیں ہوگا بلکہ نقصان ہی نقصان ہے لہٰذا اس سے بچیں۔

لین دین پر پابندی لگانا ضروری ہے

صرف اتنا کہنے سے کام نہیں چلے گا کے ہمیں کچھ نہیں چاہیے بلکہ لڑکے والوں کو چاہیے کہ تفصیل سے اس بات کو بیان کریں کہ "نہیں چاہیے" کا کیا مطلب ہے اور اس پہ سختی بھی کریں تبھی روک تھام ہو سکے گی ورنہ پھر بات گھما پھرا کر وہیں آجاتی ہے کہ اچھی خاصی لاکھوں کی لین دین ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم نے کچھ نہیں لیا۔

گاڑی، بیڈ، سوفا، الماری اور مہنگے سامانوں کو قبول کرنے سے واضح منع کریں، اس کے علاوہ نقدی بالکل نہ لی جائے، لڑکی والوں کو صراحت کے ساتھ بتائیں کہ آپ کچھ نہیں لیں گے اور اس

کے بعد بھی وہ اپنی بیٹی کو جو کچھ کپڑے، روز مرہ استعمال میں آنے والے کچھ سامان، کچھ برتن، کچھ زیورات یا کچھ مال وغیرہ جو دے دیں تو یہ اس لڑکی کا ہے۔

لڑکی والوں کو بھی چاہیے کہ اگر لڑکا سادگی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کا ساتھ دیں اور مبالغے سے پرہیز کریں، دکھاوے سے بچیں تاکہ آپ ایک نکاح کو "ایک نکاح ایسا بھی" بنا سکیں جو دوسروں کے لیے مثال بن جائے۔

جہیز اور علمائے اہل سنت

اب ہم کچھ علمائے اہل سنت کی تحریریں پیش کریں گے جو انھوں نے جہیز کے حوالے سے تحریر فرمائی ہیں، ان میں آپ اس مسئلے کی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔

فقیہ ملت، حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ لڑکا یا اس کے گھر والوں کا شادی کرنے کے لیے نقد روپیہ اور سامان جہیز مانگنا یا موٹر سائیکل اور جیپ و کار وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام و ناجائز ہے، فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

لو اخذ اهل المراة عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة كذا في البحر الرائق

یعنی عورت کے گھر والوں نے رخصتی کے وقت کچھ لیا تھا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا شرعاً حق ہے اس لیے کہ وہ رشوت ہے اور جب لڑکے سے لینا

رشوت ہے تو لڑکی سے نکاح پر لینا بدرجۂ اولی رشوت ہے، اس لیے کہ آیت کریمہ اَن تَبتَغُوا بِاَموَالِکُم کے مطابق نکاح کے عوض مہر کی صورت میں شوہر پر مال دینا واجب بھی ہوتا ہے اور بیوی پر کسی حال میں نکاح کے بدلے کوئی مال واجب نہیں ہوتا لہٰذا نکاح پر لڑکی یا اس کے گھر والوں سے مال وصول کرنا رشوت ہی ہے اور حدیث شریف میں ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الراشی والمرتشی

یعنی رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر حضور ﷺ نے لعنت فرمائی، یہ ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ کی روایت ہے اور احمد و بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے ک درمیان واسطہ بننے والے پر (بھی) لعنت فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص226)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی لعنت سے بچیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں یعنی لڑکی والوں سے نکاح کے عوض کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں اور مانگنے کی صورت میں لڑکی والے ان کو کچھ نہ دیں، اگر وہ لوگ نہ مانیں تو ان کے درمیان واسطہ نہ بنیں بلکہ ان کو ذلیل قرار دیں، یہ حکم اس صورت میں ہے جب صراحتاً یا اشارۃً مطالبہ کیا جائے اور اگر اپنی خوشی سے دیا جائے تو شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(فتاوی فیض الرسول، ج2، ص580)

حضرت علامہ مفتی اجمل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ شادی کے موقعے پر لڑکی والے لڑکے والے سے روپیہ لے کر بارات کو کھانا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟ زید نے اپنی لڑکی کی شادی کے موقعے پر لڑکے والے سے روپیہ لے کر بارات کو کھانا کھلا دیا کیونکہ زید بہت غریب آدمی تھا، بارات کو کھانا کھلا بھی نہیں سکتا تھا لہٰذا اس نے ایسا کیا اور دیوبندیوں نے اس طرح کھانا کھلانے کو حرام لکھ کر فتویٰ دیا ہے!

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جواب میں تحریر فرماتے ہیں: اگر لڑکے والے بارات کے کھانے کے لیے اس لالچ میں روپیہ دیتا ہے کہ اس کی وجہ سے لڑکی والا نکاح کر دے گا جیسا کہ بعض ذلیل اقوام میں اس کا دستور ہے تو یہ یقیناً رشوت و حرام ہے، فقہ کی مشہور کتاب عالمگیری میں ہے:

رجل انفق علی طمع ان یزوجها قال الشیخ الامام الاستاذ الا اصح انه یرجع زوجیت نفسها او لم تزوج لانه رشوة

یعنی ایک شخص نے ایک عورت پر اس طمع (لالچ) میں خرچ کیا کہ وہ اس سے نکاح کر دے گا تو شیخ امام استاذ نے حکم دیا کہ اصح قول یہ ہے کہ مرد وہ رقم واپس لے، عورت نکاح کرے یا نہ کرے کہ وہ رشوت ہے اور اگر لڑکی والے نے کہا کہ اس قدر روپیہ دو تو نکاح کر دیا جائے گا ورنہ نہیں جیسا کہ بعض جاہلوں میں رائج ہے تو یہ بھی رشوت ہے۔

فتاوی خیریہ میں ہے:

(سئل) فی امراۃ ابی اقاربھا ان یزوجھا الا ان یدفع طعام الزوج کذا فوعدھم بہ ھل یلزم ام لا (اجاب) لا یلزم ولو دفع فلہ ان یاخذہ قائما اوھا لکا لانہ رشوۃ کما فی البزاریۃ

(فتاوی خیریہ مصری، ج1، ص28)

اس عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس کے رشتہ داروں نے یہ شرط کی کہ شوہر انھیں اس قدر دے تو وہ اس کا نکاح کر دیں گے پس شوہر نے ان سے اتنی مقدار کا وعدہ کر لیا تو وہ مقدار بہ ذمہ شوہر لازم ہو گی یا نہیں، علامہ خیر الدین نے جواب دیا کہ لازم ہو گی اور اگر شوہر دے چکا تو اس کے واپس لینے کا اس کو حق حاصل ہے اب چاہے وہ موجود ہو یا صرف ہو چکی ہو کہ سو رشوت ہے جیسا کہ فتاوی بازاریہ میں ہے۔ تنویر الابصار میں ہے اور علامہ علاؤالدین حصکفی نے اس کی شرح در مختار میں، فرماتے ہیں

اخذ اھل المراۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ (ردالمحتار، ج2، ص376)

کذا فی البحر الرائق والفتاوی الھندیہ

لڑکی والوں نے رخصتی کے وقت کچھ لیا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا حق حاصل ہے، اس لیے کہ وہ رشوت ہے، اسی طرح بحر الرائق شرح کنزالد قائق اور فتاوی عالمگیری میں ہے۔

اگر لڑکے والے لڑکی والے کو محض بطور ہدیہ یا بغرض صلہ یا بلحاظ ہمدردی واعانت دیتا ہے کہ لڑکی والا بارات کو کھانا کھلا سکے اور ایسے امور انجام دے سکے کہ جس کی بنا پر اسے خاندان اور قوم کے روبرو شرمندگی نہ ہو جیسا کہ ملکِ بنگال و برما کا عرف ہے تو یہ نہ رشوت ہے نہ حرام چنانچہ علامہ خیر الدین استاذ صاحب درمختار نے فتوی دیا، فتاوی خیریہ میں ہے:

(سئل) فی رجل خطب من آخر اختہ و دفع لہ شیئا یسمی ملاکاودراھم ایضا من عادۃ اھل الزوجۃ اتخاذ طعام بہ ولم یتم امر النکاح ھل للخاطب ان یرجع فیہ ام لا؟ (اجاب) نعم لہ ان یرجع بذلک بشرط عدم الاذن منہ فان اذن لھم باتخاذہ وطعامہ للناس ضار کانہ اطعم الناس بنفسہ طعام مالہ وفیہ لا یرجع (فتاوی خیریہ، ج1، ص27)

اس شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے ایک شخص کو اس کی بہن کا پیغام دیا اور اس کو کچھ وہ چیز دی جس کو ملاک و دراہم کہا جاتا ہے اور عورتوں کی عادت اس سے کھانا تیار کرنے کی ہے اور ابھی نکاح کا کام تکمیل کو نہیں پہنچا تو کیا پیغام دینے والا اسے واپس لے یا نہیں؟ علامہ نے جواب دیا کہ ہاں جب اس کی طرف سے اجازت نہیں تو وہ اس بنا پر واپس لے اور اگر اس نے لڑکی والوں کو لوگوں کے لیے کھانا پکانے اور کھلانے کی اجازت دے دی ہے تو گویا اس نے خود لوگوں کو کھانا کھلایا اور اس صورت میں اسے ان سے واپس نہیں لے سکتا۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جب جانبِ شوہر سے لڑکی کو بغرض ضیافت روپیہ دیا تو اس کا ضیافت کرنا اور کھانا کھلانا گویا شوہر ہی کا ضیافت کرنا اور کھانا کھلانا ہے اس لیے وہ شوہر اس رقم کا اس سے مطالبہ بھی نہیں کر سکتا کہ ہدیہ واصلہ کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے، ہمارے ملک بنگال کا جب یہ عرف ورواج ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ذلیل اقوام کا ہی عرف خاص نہیں ہو گا بلکہ شریف عوام ذی علم ذی وجاہت شہری لوگوں میں بھی رائج ہو گا کہ ملکی عرف ورواج کا یہی مطلب ہوتا ہے اور قابل عار بھی نہ ہو گا، نہ اس میں عوض وطمع اور شرط وظلم مقصود ہو گا نہ اس میں احقاقِ باطل اور ابطال حق مدِ نظر ہو گا، کس طرح ہو سکتا ہے بلکہ اس عرف بنگال نے تعین کر دیا کہ یہ ہدیہ وہبہ ہے یا بر واصلہ یا معاونت وامداد ہے اور ان کو ناجائز وحرا ک کون کہہ سکتا ہے، شریعت نے بہت سے احکام عرف و رواج پر ہی صادر فرمائے ہیں یہاں تک کہ عرف جن جن خصوصیات کے ساتھ ہو، انھیں کی رعایت حکم میں ملحوظ ہے۔ در مختار میں ہے:

المعروف كالمشروط (ردالمحتار، ج2، ص368)

قاضی خان میں ہے:

يعتبر التعارف الثبت عرفا كالثبات شرطا

(ردالمحتار، ج2، ص398)

ہدایہ میں ہے:

هو المتعارف فينصرف المطلق اليه (ردالمحتار، ص378)

ردالمحتار میں ہے:

الثبات بالعرف کالثبات بالنص(ص367)

اسی میں ہے:

الفتوی علی اعتبار عرف بلا دھما(ص368)

اسی میں ہے:

یثبت بحکم العرف(ص368)

اسی میں ہے:

والعرف فی الشرع له اعتبار لذاعلیه الحکم قد یدار(ص368)

اسی میں ہے:

فلو لا العرف لکان القول قوله(ص373)

اسی میں ہے:

المعمد البناء علی العرف (ص372)

ان عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ بعض احکام شرع کی بنا ہی عرف ورواج پر ہے اور جہیز وغیرہ رسوم شادی کے احکام عرف ورواج پر ہی مبنی ہیں الحاصل جب عرفِ بنگال میں لڑکے والے لڑکی

والے کو کھانا و ضیافت کے لیے روپیہ دینا بلا عوض و طمع اور بغیر خیالِ شرط و ظلم اور بلا لحاظ احقاقِ باطل و ابطال حق کے ہے اور اس سے ہدیہ و ہبہ یا معاونت واصلہ مقصود ہوتا ہے تو یہ رشوت اور حرام کس دلیل سے ہے۔

جن دیوبندیوں نے اس کا فتوی دیا ہے وہ بالکل غلط ہے اور تصریحات فقہ کی رو سے باطل ہے۔ یہ لوگ حقیقتاً فقہ سے ناواقف ہیں، بلا سمجھے ہوئے اس طرح کے غلط فتوے لکھ کر عوام کو گمراہ کیا کرتے ہیں، مولی تعالیٰ انھیں قبولِ حق کی توفیق دے۔

(فتاوی اجملیہ، ج 3، ص 5)

حضرت علامہ مفتی منظور احمد یار علوی لکھتے ہیں کہ جہیز کا لینا اور دینا دونوں جائز و درست ہے، حضور ﷺ خود ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور جہیز کچھ سامان عطا فرمایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے قبول کیا البتہ جہیز کے لیے کسی کو مجبور کرنا یہ ضرور غلط اور غیر شرعی کام ہے۔

(فتاوی یار علویہ، ص 135)

حضرت علامہ مفتی عبد الواجد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا کہ زید نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی نقدی لے کر کی تو زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

آپ جواب میں لکھتے ہیں کہ زید نے اپنے بیٹوں کو جس رقم کے عوض بیچا وہ رقم خبیث و ناجائز ہے، اس رشوت کے سبب زید گنہگار مستحقِ عذاب نار ہوا۔

التراشی والمرتشی کلیھما فی النار

شادی کے موقع پر دلہے کے سرپرستوں کے سلامی کے نام پر، تلک کے نام یا دیگر اخراجات کے نام پر کچھ نقدی دینا حرام ہے، لینا دینا دونوں حرام ہے، زید مذکور کو امامت اس وقت تک ناجائز ہے جب تک کہ وہ لی گئی رقم واپس نہ کرے اور توبہ نہ کرے، توبہ سے پہلے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں یا پڑھی جائیں گی وہ سب واجب الاعادہ ہیں، اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

(فتاوی یورپ، ص402)

وقار ملت، حضرت علامہ مفتی وقارالدین قادری رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ شادی کے موقع پر لڑکی والے، لڑکے والوں سے پیسے لے کر شادی کے اخراجات میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں کے شریعت میں شادی کا مقصد یہ نہیں ہے جو آج کل ہم نے اپنا معمول بنالیا ہے مثلاً آرائش وزیبائش، کھانا، جہیز، کپڑے اور زیورات وغیرہ کا جب تک انتظام نہ ہو شادی نہیں ہوتی۔

ان رسم ورواج کی پابندی نے معاشرے میں یہ خرابی پیدا کر دی کہ غریبوں کی لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں، مسلمانوں کو تو کوشش یہ کرنی چاہیے کہ معاشرے کی ان خرابیوں کے خلاف جدو جہد کریں اور سادگی کو اپنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شادیاں کیں اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں، مسلمانوں کے لیے شریعت کا طریقہ باعث نجات ہے لہذا یہ مجبوری مجبوری کی تعریف میں نہیں ہے کے ہم اتنا پیسہ تو خرچ نہیں کر سکتے ہیں تو لڑکے والوں سے لے لیں۔

شریعت میں اس کی کوئی صورت نہیں ہے، لڑکی کا مہر دینا شوہر کے ذمہ لازم ہوتا ہے، وہ وقت نکاح میں طے ہوتا ہے اور مطالبے کا حق شادی کے بعد یا تفریق کے بعد ہوتا ہے۔ سوال میں جو صورت آپ نے لکھی ہے، یہ بالکل حرام ہے اور رشوت ہے، بحر الرائق میں ہے:

لو خطب امراۃ فی بیت اخیھا فابی الاخ الا ان یدفع الیہ دراھم فدفع ثم تزوجھا کان للزوج ان یسترد ما دفع لہ

(جلد4، کتاب ا لنکاح، باب المہر، ص186)

یعنی اگر کسی عورت کو شادی کا پیغام دیا جو اپنے بھائی کے گھر رہتی تھی، بھائی نے شادی سے انکار کیا مگر یہ کہ شوہر اس کو کچھ روپے دے، شوہر نے روپے دے دیے تو شادی کے بعد وہ پیسے شوہر واپس لے سکتا ہے (اس کو حق ہے)۔

بحر الرائق کے حاشیے میں لکھا ہے کے "یہ رشوت ہے" اور اسی قول کو صاحب محیط کا مختار بتایا لہذا یہ روپیہ لینا حرام ہے اور اگر لے لیا تو واپس کرنا واجب ہے۔

(وقار الفتاوی، ج3، ص117)

ایک اور سوال آپ سے کیا گیا کہ ایک میمن جماعت ہے جس کے یہاں شادی کے موقع پر یہ رواج ہے کہ لڑکے والے، لڑکی والوں سے مکان، فرنیچر اور دیگر سامان جہیز وغیرہ کا تقاضا کرتے ہیں، اگرچہ اس مکان اور دیگر سامان کی مالکہ لڑکی رہتی ہے اور اگر لڑکی جو طلاق دے دے یا

لڑکے کا انتقال ہو جائے دونوں صورتوں میں مکان اور سامان وغیرہ لڑکی کو مل جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ جہیز ہے؟

آپ جواب میں لکھتے ہیں کہ لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے اس قسم کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے لیکن مکان فرنیچر وغیرہ سب جدائی اور عدم جدائی کی صورت میں لڑکی ہی کی ملکیت میں رہتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ شوہر یا شوہر کے گھر والوں نے یہ مال نہیں لیا ہے صرف مطالبہ کیا ہے کہ تم اپنی لڑکی کو یہ چیزیں دے دو تو یہ لوگ پگڑی لینے والے نہیں ہوئے (لڑکی کی حیثیت کے مطابق جہیز کی قیمت کا تعین کرنا پگڑی کہلاتا ہے) انھیں یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

(وقار الفتاوی، ج1، ص134)

ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ کثرتِ جہیز نے ایسی تکلیف دہ صورت اختیار کر لی ہے کہ جس کی وجہ سے بہت سے والدین کے لیے اپنی لڑکیوں کا رشتہ کرنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے، ان کے دن کا چین اور رات کا سکون چھن گیا ہے، محض اس وجہ سے کہ وہ رشتہ کرنے والوں کی طرف سے منھ مانگا جہیز نہیں دے سکتے، اسلامی معاشرے میں اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔

اس سلسلے میں ان لوگوں کو خاص طور پر پہلے قدم اٹھانا چاہیے جو بے تحاشا جہیز دیتے ہیں، وہ آگے آئیں اور اس برائی کو ختم کرنے میں تعاون کریں اور وہ جہیز کی مقدار اتنی کم رکھیں کہ جو غریب لوگ بھی دے سکیں۔ (وقار الفتاوی، ج3، ص135)

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی لکھتے ہیں کہ والدین کی طرف سے دلہن کو جو ضروریاتِ زندگی کا سامان دیا جاتا ہے اسے جہیز کہتے ہیں، دلہن کو جہیز دینا جائز ہے مگر مروجہ طریقہ جو جہیز دینے کا رائج ہے وہ کسی بھی طرح اسلامی طریقے سے مطابقت نہیں رکھتا، اسلام نے لڑکی کو وراثت میں حقدار ٹھہرایا ہے مگر اج کل لوگ لڑکی کی شادی پر اسے جہیز کے نام پر کافی سامان دے کر خوش کر دیتے ہیں اور اسے حقیقی حق سے محروم کر دیتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا کو جو جہیز دیا اس کے مطابق مروجہ جہیز کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔(انمول تحفہ دلہن، ص112)

علامہ عبدالمصطفی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دینا یہ ماں باپ کی محبت اور شفقت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے، ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا فرض واجب نہیں ہے، لڑکی اور داماد کو ہر گز یہ جائز نہیں کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے سامان جہیز وصول کریں

ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی اور داماد کی خواہش کریں، یہ خلاف شریعت بات ہے۔

بلکہ اج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں چل پڑی ہے کہ شادی کرتے وقت ہی یہ شرط لگادی جاتی ہے کہ جہیز میں فلاں فلاں سامان اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اس لیے بیاہی نہیں جارہی ہیں کہ ان کے ماں باپ جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

یہ رسم یقیناً خلاف شریعت ہے اور جبراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔

(جنتی زیور، ص111)

حضرت علامہ مفتی محمد فضل کریم حامدی لکھتے ہیں کہ شادی کے موقع پر والدین جو اپنی لڑکیوں کو سامانِ جہیز رخصتی میں دیتے ہیں وہ لڑکی کی ملک (property) ہے، شوہر کے مرنے کے بعد سامانِ جہیز کی تقسیم میت کے وارثوں میں نہیں ہو گی اور نہ دوسرے ورثا اس کے مالک اور حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ شرعیہ، ج1، ص537) ہمیں لگتا ہے جہیز پر اس قدر گفتگو کافی ہے اور اس لیے ہم یہاں اکتفا کرتے ہیں۔

لڑکا مال والا دیکھنا

لڑکے کی اکثر مالی حالت دیکھی جاتی ہے کیونکہ اسی میں لوگوں کو لڑکی کی خوشیاں، مستقبل سب نظر آتا ہے، اگر لڑکے کی مالی حالت اچھی ہے اور پھر وہ دیندار نہ بھی ہو تو لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا، مالدار ہے تو پھر اس کی برائیاں بھی اچھی لگتی ہیں، لڑکا نشہ کرتا ہے، نماز نہیں پڑھتا، داڑھی نہیں رکھتا اور آوارہ ہے پھر بھی فقط اس کی مالداری دیکھ کر لوگ خوشی خوشی اپنی لڑکیاں دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اچھے دیندار لڑکوں کو دھتکار دیتے ہیں اور وہ بھی بس اس لیے کے یہ اس دنیا کی دولت سے مالدار نہیں ہوتے۔

ایک ہوا ہمارے دور میں چلی ہے نوکری والے لڑکے تلاش کرنے کی اور جن کی نورکی نہیں انھیں بے روزگار کہہ کر کنارے کر دیا جاتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے نوکری والے ہی اصل میں جی کھا رہے ہیں باقی لوگ بھوکے مر رہے ہیں!

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مالدار لڑکا دیکھ کر لوگ شادی کرتے ہیں اور بعد میں خون کے آنسوں روتے ہیں، اگر لڑکے کی دینداری دیکھی ہوتی تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔ ہونا یہ چاہیے کہ لڑکا اگر دیندار ہو تو اسے ترجیح دی جائے۔

مہر

اس نکاح میں لڑکی کا مہر 2500 روپے تھا (بمطابق ہندستان) اور یہ مہر معجل تھا۔ مہر عورت کا حق ہے جو شوہر پر ادا کرنا شریعت نے واجب کیا ہے۔ مہر کی مقدار شریعت میں کم سے کم 10 درہم ہے یعنی اس سے کم مہر نہیں ہوگا اور زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جتنا چاہیں طے کریں جیسا کہ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے۔

کہیں کہیں مہر اتنا کم رکھا جاتا ہے کہ شرعی مقدار کو بھی نہیں پہنچتا مثلاً 786 روپے یا ایسی چیزیں ہیں جو مہر نہیں ہو سکتی مثلاً نمازِ فجر کی پابندی کو مہر قرار دیا جاتا ہے اور کہیں اتنا زیادہ طے کیا جاتا ہے کہ شوہر ادا ہی نہیں کر پاتا اگرچہ طے کر لیا جاتا ہے۔ کچھ علاقوں میں انجمنیں یا کمیٹیاں وغیرہ طے کرتی ہیں کہ مہر کتنا ہوگا حالانکہ ان کا حق نہیں کہ وہ اس میں مداخلت کریں، یہ تو لڑکی کا حق ہے اور

اب اگر لڑکی طے کرے تو آج کل کی لڑکیاں لاعلمی کی وجہ سے بنا کسی کالحاظ کیے کچھ بھی کہہ دیتی ہیں جو کہ صحیح نہیں۔

اللہ تعالیٰ میری بیوی کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازے کہ جس نے دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے میں بھی کئی باتوں کالحاظ کرتے ہوئے ایک آسان سا مہر طے کیا اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بہترین اور برکت والی عورتوں میں اپنا نام درج کروایا۔

لڑکی عمر میں 7 سال بڑی

اس نکاح میں ایک بات یہ بھی غور طلب ہے کہ لڑکی کی عمر لڑکے سے قریب 7 سال زیادہ تھی۔ سب سے پہلے اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بتانے کا کیا مقصد ہے، آج کل عمر کے فرق کو اتنا زیادہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھ مہینوں کے کم زیادہ ہونے کی وجہ سے رشتہ نہیں کیا جاتا، اگر لڑکی عمر میں لڑکے سے 1 سال بڑی ہو تو فوراً انکار کر دیا جاتا ہے، میں نے یہ بات یہاں ترغیب کے لیے بیان کی ہے تاکہ ہمارے مسلم نوجوان بھی اپنی سوچ اور اپنی فکر کو بدلیں۔

اتنا فرق کوئی زیادہ فرق نہیں لیکن جب لوگوں کو پتا چلا تو کئی طرح کی باتیں ہونا شروع ہو گئیں، جتنے لوگ اتنی باتیں۔ یہ دورِ حاضر میں ہونے والی شادیوں کے حساب سے دیکھا جائے تو بہت عجیب بات تھی کہ جہاں لوگ 1 سال کے فرق میں 100 بار سوچنے لگ جاتے ہیں وہاں 7 سال کے فرق کے باوجود نکاح ہو رہا ہے۔ یہ وہ بات ہے کہ جیسے ہی رشتے کی بات شروع ہوئی تھی تو یہ بات سامنے آئی اور خود لڑکی والوں نے کہا کہ عمر میں اتنا فرق ہے جو آج کل شادیوں میں نہیں دیکھا جاتا

لیکن میں نے کہاں مجھے اس سے کوئی بھی اعتراض نہیں پھر یہ بات جب میرے گھر والوں، رشتہ داروں کو پتا چلی تو اعتراض شروع ہوا جس کا اولاً تو میں نے جواب دیا اور پھر اپنے فیصلے سے اپنے جواب پہ مہر لگادی۔

لڑکے کی حالت

میری حالت یہ ہے کہ میرا گھر زیرِ تعمیر ہے، میں اپنے ایک رشتہ دار کے خالی پڑے گھر میں رہتا ہوں، میرے پاس کوئی سرکاری نوکری نہیں اور تعلیم کی بات کریں تو یہ بھی بہت کم ہے، عصری تعلیم بس 12 ویں کلاس تک ہے اور دینی تعلیم کی کہیے تو میں فارغ التحصیل نہیں، نہ میرے پاس کوئی سند ہے سوائے اس کے کہ میں نے علمائے اہل سنت کی صحبت میں رہ کر دین سیکھا ہے اور کتابیں پڑھی ہیں، یہ باتیں بتا کر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لڑکی والوں نے میرے گھر یا میری مالی حالت کو دیکھنے کے بعد بھی ترجیح کسی اور بات کو دی اور یہ ان کی طرف سے ایک ایسا تعاون تھا کہ جسے بھلا دینا یقیناً غلط ہوگا، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

آخری کلمات

یہ کہانی یہاں مکمل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جزائے خیر دے کہ جس نے اس نکاح کو "ایک نکاح ایسا بھی" بنانے میں اپنا کردار ادا کیا اور میری مدد کرکے یا مخالفت کرکے میرا ساتھ دیا۔

Our Books In Roman Urdu :

(1-13) Bahaar -e- Tehreer (Ab Tak 13 Hisso Mein)
(14) Allah Ta'ala Ko Uparwala Ya Allah Miyan Kehna Kaisa?
(15) Azaan -e- Bilal Aur Suraj Ka Nikalna
(16) Ishqe Majazi - Muntakhab Mazameen Ka Majmua
(17) Gaana Bajana Band Karo, Tum Musalman Ho!
(18) Shabe Meraj Ghause Paak
(19) Shabe Meraj Nalain Arsh Par
(20) Hazrate Owais Qarni Ka Ek Waqiya
(21) Dr. Tahir Aur Waqar -e- Millat
(22) Taqreer Karne Waala Kaisa Ho?
(23) Ghaire Sahaba Mein Radiallaho Ta'ala Anho Ka Istemal
(24) Ikhtelaf Ikhtelaf Ikhtelaf
(25) Chand Waqiyaat -e- Karbala Ka Tehqeeqi Jaayeza
(26) Binte Hawwa By Kanize Akhtar
(27) Sex Knowledge
(28) Hazrate Ayyoob Alaihissalam Ke Waqiye Par Tehqeeq
(29) Aurat Ka Janaza By Janabe Ghazal Sahiba

(30) Ek Aashiq Ki Kahani Allama Ibne Jauzi Ki Zubaani
(31) Huzoor Ki Shaan In The Quraan - Mufti Ahmad Yaar Khan Nayeemi Rahimahullahu Ta'ala
(32) Husne Mustafa Aur Kalame Raza - Maulana Sajjad Ali Faizi
(33) Afzaliyate Siddique -e- Akbar Wa Farooqe Aazam - Huzoor Tajushshariah Rahimahullahu Ta'ala
(34) Kya Hazrate Bilal Radiallaho Ta'ala Anho Ka Rang Kaala Tha?
(35) Hazrate Bilal Ke Islam Laane Ka Waqiya Kya Tha?
(36) Sharah Mishkaat (Kitabul Iman) - Mufti Ahmad Yaar Khan Nayeemi Rahimahullahu Ta'ala
(37) Chand Ghair Motabar Kitabein - Maulana Hasan Noori
(38) Tirmizi (Part 1)
(39) Aaiye Namaz Seekhein (Part 1)
(40) Sharah Mishkaat (Kitabul Ilm) - Mufti Ahmad Yaar Khan Nayeemi Rahimahullahu Ta'ala
(41) Sahih Bukhari Aur Ilme Ghaib - Allama Muhammad Abdul Qadir
(42) Difa -e- Kanzul Iman - Huzoor Tajushshariah Rahimahullahu Ta'ala
(43) Pehle Farz Nafl Baad Mein - Aala Hazrat Rahimahullahu Ta'ala

(44) Qiyamat Ke Din Logon Ko Kis Ke Naam Ke Saath Pukara Jayega
(45) Yaare Ghaar By Dr. Asif Ashraf Jalali
(46) Tie Ka Mas'ala - Huzoor Tajushshariah Rahimahullahu Ta'ala
(47) Sawaneh Tajushshariah - Mufti Dr. Yunus Raza
(48) Huzoor Tajushshariah Aur Bukhari Shareef Ki Pehli Hadees Ka Dars - Maulana Muhammad Raza Markazi
(49) Huzoor Tajushshariah Ke Kalaam Mein Muhawraat Ka Istemal - Muhammad Kashif Raza Shaad Misbahi
(50) Hussamul Haramain
(51) Haque Par Kaun? By Allama Muhammad Zafar Attari
(52) Shirk Kya Hai?
(53) Qurbani Ka Bayaan From Bahaar -e- Shariat
(54) Zibah Ka Bayaan From Bahaar -e- Shariat
Aulia -e- Rijalul Hadees By Allama Abdul Mustafa Aazmi
(55) Eisaiyat Se Islam Tak - Allama Ghulam Rasool Qasmi
(56) Zambik Ka Maana Aur Masla -e- Durood - Allama Syed Ahmad Sayeed Kaazmi

(57) Islami Taleem (Part 1) - Allama Mufti Jalaluddin Ahmad Amjadi
(58) Muharram Mein Kya Jaiz Aur Kya Najaiz? - Allama Tatheer Ahmad Razvi
(59) Muharram Mein Nikah By Abde Mustafa Official
(60) Islami Zindagi - Mufti Ahmad Yaar Khan Nayeemi Rahimahullahu Ta'ala
(61) Riwayato Ki Tehqeeq (Part 1)
(62) Riwayato Ki Tehqeeq (Part 2)
(63) Sharahe Kalaame Raza - Al Hafiz Al Qaari Maulana Ghulam Hasan Qadri
(64) Imamul Ayimma Abu Bakr Siddique – Allama Ghulam Rasool Qasmi
(65) Aulia -e- Rijalul Hadees By Allama Abdul Mustafa Aazmi
(66) Tamheede Imaan - Imam -e- Ahle Sunnat, Aala Hazrat Rahimahullahu Ta'ala
(67) Sharah Qasida -e- Meraj - Al Hafiz Al Qaari Maulana Ghulam Hasan Qadri

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے:

(13-1) بہار تحریر (اب تک 13 حصوں میں)

(14) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟

(15) اذان بلال اور سورج کا نکلنا

(16) عشق مجازی- منتخب مضامین کا مجموعہ

(17) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو

(18) شب معراج غوث پاک

(19) شب معراج نعلین عرش پر

(20) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ

(21) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

(22) مقرر کیسا ہو؟

(23) غیر صحابہ میں ترضی

(24) اختلاف اختلاف اختلاف

(25) رمضان اور قضائے عمری نماز

(26)چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ

(27)بنت حوا

(28)سیکس نالج

(29)حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق

(30)کلام عبید رضا

(31)عورت کا جنازہ

(32)ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی

(33) تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام

(34)محرم میں نکاح

(35)روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)

(36)روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)

(37)اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)

हिंदी ज़ुबान में हमारी दूसरी किताबें और रसाइल :

(1-13) बहारे तहरीर (अब तक 13 हिस्सों में)

(14) अल्लाह त'आला को ऊपरवाला या अल्लाह मियाँ कहना कैसा?

(15) अज़ाने बिलाल और सूरज का निकलना

(16) इश्के मजाज़ी - मुंतखब मज़ामीन का मजमुआ

(17) गाना बजाना बंद करो, तुम मुसलमान हो!

(18) शबे मेराज गौसे पाक

(19) शबे मेराज नालैन अर्श पर

(20) हज़रते उवैस क़रनी का एक वाकिया

(21) डॉक्टर ताहिर और वक़ारे मिल्लत

(22) ग़ैरे सहाबा में रदिअल्लाहु त'आला अन्हु का इस्तिमाल

(23) चंद वाकियाते कर्बला का तहक़ीक़ी जाइज़ा

(24) बिंते हव्वा

(25) सेक्स नॉलेज

(26) हज़रते अय्यूब अलैहिस्सलाम के वाकिये पर तहक़ीक़

(27) औरत का जनाज़ा

(28) एक आशिक़ की कहानी अल्लामा इब्ने जौज़ी की ज़ुबानी

(29) 40 अहादीसे शफा'अत

(30) हैज़, निफ़ास और इस्तिहाज़ा का बयान बहारे शरीअत से

(31) क़ियामत के दिन लोगों को किस के नाम के साथ पुकारा जाएगा?

(32) ज़न और यक़ीन

(33) ज़मीन साकिन है

(34) शिर्क क्या है? - अल्लामा मुहम्मद अहमद मिस्बाही

(35) इस्लामी तअ़लीम (हिस़्स़ा अव्वल)

(36) इस्लामी तअ़लीम (दूसरा हिस़्स़ा)

(37) रिवायतों की तहक़ीक़ (पहला हिस्सा)

(38) रिवायतों की तहक़ीक़ (दूसरा हिस्सा)